پیرانِ پیر، سرتاجِ اولیاء، غوث الوریٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی
حیاتِ مبارکہ پر خوبصورت اور دلنشیں انداز میں لکھی جانے والی کتاب

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے آپؒ کا نام و نسب، پیدائش، تعلیم، منازل سلوک، کرامات،
تبلیغِ دین، اولاد اور زندگی کو بدل دینے والے آپ کے خوبصورت پند و نصائح وغیرہ



ڈاکٹر محمد اعظم رضا تبسم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی باتیں

محمد اعظم رضا تبسم

حضور سیدنا

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

کی باتیں

محمد اعظم رضا تبسم

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

نام کتاب	:	حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی باتیں
مصنف	:	ڈاکٹر محمد اعظم رضا تبسم
کمپوزنگ	:	میٹرکس کمپوزرز
تعداد کتب	:	1000
موسم اشاعت	:	اگست 2017
مطبع	:	فیض الاسلام پرنٹرز

Rs: 250.00

نوٹ: قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوششیں (اچھی پروف ریڈنگ ومعیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کی امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو از راہ کرم ہمیں مطلع کریں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس خامی یا غلطی کو دور کیا جا سکے۔ شکریہ! (ادارہ)

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph: 051-5551519

ڈسٹری بیوٹرز / اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی فون 051-5531610

معیاری اور خوبصورت کتاب چھپوانے کیلئے رابطہ کریں: Ph: 051-5551519

Website: www.romailhop.com

انتساب

اپنے والدین کریمین

کے نام

جنہوں نے مجھے

اللہ

اور

اللہ والوں کی محبت

بتائی، دِکھائی اور سکھائی

فہرست

قطرہ قطرہ شبنم

ایک مرتبہ ایک شخص نے امام غزالیؒ سے سوال کیا ''حضور! مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے؟

توامام غزالیؒ نے فرمایا''مسلمان وہ ہے جواللہ کو مانتا ہے اور مومن وہ ہے جواللہ کی مانتا ہے''
حقیقت حال بھی کچھ یوں ہے کہ وہ لوگ جو صرف اللہ کو مانتے ہی نہیں بلکہ اللہ کی مانتے بھی ہیں تو وہ لوگ انعام پاتے ہیں جس طرح ایک سکول یا کالج کی کلاس میں تین قسم کے طلباء ہوتے ہیں۔

1: باقاعدہ اسباق پڑھنے والے وہ تو نمایاں کامیابی پاتے ہیں

2: کبھی اسباق پڑھے کبھی نہ تو وہ مطلق کامیاب ہوتے ہیں

3: بالکل اسباق پہ توجہ نہ دی تو وہ ناکام ہو جاتے ہیں

تو ان طلباء کا رزلٹ بھی ان کی انھی عادات کے مطابق آتا ہے اسی طرح اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے میں جو لوگ پہلے نمبر ہوتے ہیں وہ اللہ کے اتنے ہی دوست ہوتے ہیں اور بقیہ آپ خود قیاس کر لیں۔

بڑی دلچسپ بات کہ میں نے ایک درویش کو کہتے سنا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم سب اللہ کو ایک مانتے ہیں لیکن بہت بدقسمت ہیں کہ اللہ کی ایک بھی نہیں مانتے۔ تو میں حیران ہو گیا کہ امام غزالیؒ کی طرح اس درویش نے ایک فقرہ میں ہماری حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔ تو وہ لوگ جو اللہ کی قربت حاصل کرتے ہیں دن رات اس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں لازمی بات ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں مراتب میں عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر سرخرو

ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں انعام واکرام سے نوازتا ہے۔ انہیں لوگوں کے لیے اچھا وسیلہ بنادیتا ہے ان کی دعائیں رد نہیں ہوتیں وہ اللہ تعالیٰ سے جن کے لیے سفارش کریں ان کی سفارش ضرور قبول ہوتی ہے۔ اگر وہ بے موسمی پھل طلب کریں تو ان کے لیے یہ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مینہ برسنے کی دعا کریں تو ان کے ہاتھ نیچے ہونے سے پہلے بادل اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔ جی ہاں ان فلاح یافتہ، کامیاب لوگوں کو قرآن میں اولیاء اللہ کا نام دیا گیا ہے اور انھی کی شان میں فرمایا ہے ''الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون'' یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے یہ حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی سیرت سے متعلق ہے۔ میں نے اس میں آپؒ کی زندگی کے ہر پہلو کو آسان تر الفاظ میں نمایاں کیا ہے تاکہ آپ اور آپ کے احباب اللہ کے اس ولی کامل کی زندگی کو اپنے لیے مشعلِ راہ جانتے ہوئے ان سے خوب استفادہ کریں۔

عکس سیرت کے سلسلہ ''باتیں'' کی پہلے چند کتابیں شائع ہو چکی ہیں مجھے ''حضرت فاطمۃ الزہرؓا کی باتیں، حضرت اویس قرنیؓ کی باتیں، حضرت عیسیٰؑ کی باتیں، حضرت موسیٰؑ کی باتیں لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی انشاء اللہ اس کتاب ''سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی باتیں'' کے بعد ''اولیاء کرامؒ اجمعین کی باتیں'' بھی جلد منظر عام پر آجائے گی۔

آپ لوگوں کی محبت کا منتظر رہونگا آپ زیادہ سے زیادہ خود ان کتب سے استفادہ کریں نیز اپنے دوستوں خصوصاً کہانیاں ناول پڑھنے والے بچے بچیوں کو تحفہ دیں تاکہ آپ بھی اس عظیم مشن میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں

والسلام

محمد اعظم رضا تبسم ولد فضل الربانی

اسلامک یونیورسٹی محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سرگودھا پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بات کچھ یوں ہے

پرانوں وقتوں کی بات ہے 488 ہجری می ملک فارس کے شمال میں واقع بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل سے ملحق ایک چھوٹے سے علاقے گیلان سے تعلق رکھنے والا ایک نوعمر لڑکا جسے پڑھائی لکھائی کا بہت شوق تھا۔اور علم حاصل کرنے کے لیے وہ ہر قسم کی مشکل سے نبرد آزما ہونے کو تیار رہتا تھا۔ایک دن وہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

امی جان!

ہمارے اس شہر گیلان میں جس قدر معلم تھے میں نے سب سے تعلیم حاصل کرلی ہے اور اب میں اپنے دامن علم کو بھرنے کے لیے شہر بغداد کا سفر کرنا چاہتا ہوں۔آپ از حد شفقت فرما کر مجھے شہر بغداد کے سفر کی اجازت دے دیں۔آخر ماں کی ممتا کب اپنے لخت جگر کو اپنے نورِ نظر کو اپنی آنکھوں سے دور کرنا چاہتی تھی۔ایک طرف ماں اپنے بیٹے کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتی تھی ایک طرف بیٹا تعلیم کے حصول کی ضد کر رہا تھا اور ماں انکار کر کے اپنے لختِ جگر کے پر جمال چہرے پر پریشانی بھی نہ دیکھنا چاہتی تھی۔بالاخر دونوں طرف سے پیار بھرے دلائل کے بعد ماں کا دل موم ہو گیا اور بیٹا اپنے موقف میں جیت گیا اب ماں نے بھی اپنے بیٹے کی رخصتی کے لیے تیاری کرنا شروع کر دی۔

آخر پتہ چلا کہ کچھ دنوں بعد یہاں سے ملک بغداد کی طرف جانے والا ایک قافلہ گزرے گا۔اب بڑی بیتابی سے شمع علم ومحبت کا یہ پروانہ ان لمحوں کے جلد از جلد آنے کا انتظار کرنے لگا کہ جب وہ بھی اس قافلہ میں شامل ہو کر علم کا طالب بن کر سفر کرے گا ادھر ماں ان دنوں اور راتوں کے طویل ہونے کی دعا کرنے لگی کہ اپنے بیٹے کو جی بھر کر دیکھ لوں اپنے دل کو اپنے جسم کے ٹکڑے کے دیدار سے کچھ سکون دے لوں۔

وقت تو ایک گاڑی کی طرح ہے اور اس کا کام تو چلنا بس چلانا ہے اور وہ لمحات آگئے جن کا شدت سے اس طالب علم کو انتظار تھا۔ ماں نے اپنے بیٹے کو الوداع کرنے سے پہلے اس کی بغل کے نیچے 40 دینار سلائی کر دیئے اور وہ گدڑی اپنے بیٹے کو پہنا دی۔ جب ماں بیٹا جدا ہونے لگے تو بیٹے نے عرض کی۔

''امی جان!

آپ مجھے کچھ پند و نصائح کریں جن پر میں ہمیشہ عمل کروں'' ماں نے کہا

''بیٹا! اپنے رب عزوجل کے احکامات کی پابندی کرنا۔

ہر حرام کام سے پرہیز کرنا۔

تقدیر الٰہی پر راضی رہنا

اور ہاں

خواہ کیسے بھی حالات ہوں جھوٹ ہرگز نہ بولنا سچ کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا''

ان دنوں بغداد چونکہ علوم و معارف کا مرکز تھا اور دنیا کے کونے کونے سے لوگ یہاں علم حاصل کرنے آتے تھے اور یہ کوئی جدید وقت نہ تھا لوگ قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے ۔بس ماں کو بھی معلوم تھا کہ بغداد میرے بیٹے کے لیے نیا شہر ہوگا جہاں کوئی بھی اس کا واقف نہ ہوگا۔ کوئی دوست غم خوار نہیں اس لیے ماں نے سرد آہ بھری اور اپنے بیٹے کو ان نصائح کے بعد اللہ کے سپرد کر دیا۔

یہ قافلہ مشہور شہر ہمدان تک تو ہر قسم کی خیریت سے پہنچا لیکن جب ہمدان سے ترتنگ کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ ڈاکوؤں کے ایک دستہ نے اس قافلے پر حملہ کر دیا۔

ڈاکوؤں کا یہ دستہ ہر حوالے سے طاقت ور دکھائی دیتا تھا اور قافلے والوں میں ان سے لڑنے کی سکت نہ تھی چنانچہ سب نے بلا مبارزت جملہ مال ان ڈاکوؤں کے حوالے کر دیا۔ ڈاکو ایک

ایک مسافر کے پاس آئے اوران سے مال واسباب چھین کر اپنے سردار کے پاس جمع کرواتے۔

ایک ڈاکو اس طالب علم کے پاس آیا اور کہنے لگا ''اے لڑکے! سچ سچ بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے''

تو اس طالب علم نے کہا۔

''اے ڈاکو! میرے پاس 40 دینار ہیں'' جب ڈاکو نے یہ سنا تو ہنس دیا اور کہنے لگا بھلا لوگوں کو کھانے کو کچھ نہیں ملتا اور یہ چھوٹا سا لڑکا کہہ رہا کہ اس کے پاس چالیس دینار ہیں۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ ڈاکو اگلے شخص کے پاس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک اور ڈاکو آیا اس نے بھی یہی سوال کیا۔ طالب علم نے اسے بھی یہی جواب دیا اور وہ ڈاکو بھی اس طالب علم کی بات کو مذاق جانتے ہوئے آگے چلا گیا۔ اتنے میں سارے قافلے سے مال ومتاع لوٹ لیا گیا۔ جب ایک اور ڈاکو اس طالب علم کے پاس آیا اور آپ نے اس کے اسی سوال پر اپنا جواب دہرایا تو وہ اس طالب علم کو لے کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ ڈاکوؤں کے اس سردار کا نام احمد بدوی تھا۔ سردار نے پوچھا ''اے لڑکے کیا واقعی تیرے پاس چالیس دینار ہیں'' تو اس طالب علم نے جواب دیا ''ہاں اے ڈاکوؤں کے سردار میں آپ سے سچ بول رہا ہوں''

جب اس کے سپاہیوں نے اس طالب علم کی تلاشی لی تو انھیں کچھ بھی نہ ملا۔ انھوں نے اپنے سردار کو بتایا تو سردار نے کہا ''اے لڑکے تو ہمارے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے'' تو اس طالب علم نے کہا۔

''نہیں میں آپ کے ساتھ جھوٹ نہیں بول رہا میرے پاس واقعی ہی چالیس دینار ہیں جو کہ آپ کے ساتھی تلاش نہیں کر پائے'' سردار نے کہا تو پھر بتاؤ تم نے وہ دینار کہاں چھپا رکھے ہیں۔

طالب علم نے جواب دیا ''اے ڈاکوؤں کے سردار وہ میں نے چھپا نہیں رکھے بلکہ

میری ماں نے میری اس قمیض میں میری بغل کے نیچے سلائی کر دیئے تھے تاکہ میں انہیں بغداد پہنچ کر اپنے معاملات زندگی اور تعلیم کے حصول میں خرچ کر سکوں‘‘ پھر طالب علم نے اپنی قمیض سے وہ دینار نکال کر سردار کے سامنے رکھ دیئے۔ سردار اس طالب علم کی بات سن کر اور تمام معاملہ دیکھ کر حیران ہو گیا اور حیرت سے پوچھنے لگا ’’اے لڑکے! بھلا تم چاہتے تو تم اپنے دینار ہم سے چھپا کر لے جا سکتے تھے اور ہمیں احساس بھی نہ تھا کہ تمھارے پاس اتنی دولت ہے۔ تم نے ہمیں ہر بار پوچھنے پر سچ کیوں بتایا؟‘‘

طالب علم نے جواب دیا ’’میری ماں نے مجھے سفر پر روانہ ہونے سے قبل یہ نصیحت کی تھی کہ بیٹا! خواہ کیسے بھی حالات ہوں ہرگز جھوٹ نہ بولنا اور سچ کا دامن نہ چھوڑنا پھر بھلا میں اپنی ماں کی نافرمانی کیسے کر سکتا تھا‘‘

جب سردار نے اس طالب علم کی یہ بات سنی تو بہت متاثر ہوا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ یہ ایک چھوٹا سا لڑکا ہے اور اپنی ماں کا اتنا تابعدار ہے اور میں اتنی عمر گزار کر بھی اپنے رب کا نافرمان ہوں۔ پھر وہ سردار ایک دم سے اس طالب علم کے قدموں میں گر پڑا اور رونے لگا اس نے اس طالب علم کے ہاتھوں پر توبہ کی اور نا صرف توبہ بلکہ تمام لوٹا ہوا مال قافلے والوں کو واپس کر دیا۔ جب اس کے سپاہیوں نے دیکھا کہ ہمارا سردار تو سچی توبہ کر چکا ہے تو انھوں نے کہا ’’اے ہمارے سردار جب ہم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو تب بھی تو ہمارا سردار تھا بس اب توبہ کرنے میں بھی تو ہی ہمارا رہنما ہوگا‘‘

چنانچہ وہ ساٹھ کے ساٹھ سپاہیوں نے اس طالب علم کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور سچے مسلمان ہو گئے۔

جی ہاں!

وہ طالب علم جس کے منہ مبارک سے حق و صداقت کے الفاظ نکلے اور اتنے بڑے گروہ

کو اپنے رب کی رضا کی طرف موڑ دیا۔ ان کی زندگیوں کو ہی بدل کر رکھ دیا وہ طالب علم مشہور ولی بلکہ تاج الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تھے اور یہ ان کے بچپن کا واقعہ ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کی تھی۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حالات کیسے بھی ہوں ہمیں سچ کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور پھر وہ لوگ جو اپنے بچپن، جوانی کو اللہ کی رضا پر ڈالتے ہیں اللہ انہیں اپنا دوست بناتا ہے اور انہیں سے گمراہ لوگوں کو ہدایت ملتی ہے۔

☆☆☆☆

نام مبارک

جی ہاں! اس عظیم طالب علم کا نام "سیدنا شیخ عبدالقادرؒ" تھا آپؒ نے ہی اس دنیا میں سیدنا غوث الاعظمؒ کا نام پایا۔ آپؒ کو دنیا امام الاولیاء امام شریعت وطریقت، قطب الاقطاب، محی الدین غوث الوریٰ غوث العالمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

وطن

آپؒ کا وطن قصبہ نیف گیلان جو کہ ملک فارس میں آباد تھا عرب کے لوگ آپ کو جیلانی کہتے ہیں اصل میں یہ نسبت آپ کے علاقہ کی ہے گیلان کو عرب لوگ جیلان پڑھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی میں گ نہیں ہوتا اس لیے وہ اسے جیلان پڑھتے۔

بہر حال جیلان پڑھا جائے یا گیلان دونوں طرح سے ٹھیک ہے اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپؒ نے اپنے مشہور زمانہ قصیدہ غوثیہ میں اپنے متعلق جیلانی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

عام طور پر آپؒ کو گیلانی اور جیلانی دونوں طرح یاد کیا جاتا ہے۔

والد گرامی کا نام مبارک

حضرت غوثؒ کے والد گرامی کا نام سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ حضرت ابو

صالح موسیٰؒ بھی اللہ کے ولی کامل تھے۔ جنگی دوست آپؒ کا لقب تھا۔ ابو صالح کنیت اور سید موسیٰ آپ کا نام تھا۔

لقب جنگی دوست کی وجہ تسمیہ

حضرت ابو صالح موسیٰؒ نفس کشی اور ریاضت میں مشغول رہتے۔ آپؒ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی کے کاموں سے روکتے اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کے معاملہ میں بہت دلیر تھے اور شرع کے احکامات کی پابندی کے سلسلہ میں جان سے بڑھ کر ذمہ داری کا اظہار کرتے۔

ایک دن خلیفہ وقت کے چند سپاہی اپنے سروں پر شراب کے مٹکے رکھے راستے سے گزر رہے تھے۔ اس وقت آپؒ بھی اسی راستہ پر جامع مسجد تشریف لے جا رہے تھے آپؒ کی نظر ان سپاہیوں پڑی تو آپؒ نے انہیں رکنے کو کہا۔ آپؒ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے ان کے لیے انکار بھی ممکن نہ تھا چنانچہ وہ رک گئے۔

حضرت ابو صالح موسیٰؒ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ان مٹکوں میں شراب ہے انھوں نے کہا ''جی حضور! معاملہ ایسا ہی ہے'' چونکہ شراب شریعت محمدی ﷺ میں حرام ہے اس لیے آپؒ نے ان مٹکوں کو وہی توڑ دیا۔ سپاہی خاموشی سے خلیفہ وقت کے دربار میں حاضر ہو گئے اور تمام معاملہ بیان کر دیا۔ خلیفہ وقت نے جب تمام ماجرا سنا تو غصے سے بھر گیا اور آپؒ کو اپنے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دے دیا۔ جب آپؒ دربار میں تشریف لے گئے تو خلیفہ وقت نے نہایت غیض و غضب کی حالت میں آپؒ سے پوچھا ''تو کون ہے جس نے میرے ملازمین سے شراب کے مٹکے لے کر توڑے ہیں'' تو آپؒ نے بلند آواز سے کہا ''میں محتسب ہوں'' خلیفہ نے کہا ''آپؒ کو کس نے محتسب مقرر کیا'' آپؒ نے فرمایا ''جس کے حکم سے تم حاکم بنے ہو'' آپؒ کی بات سن کر خلیفہ وقت پر رقت طاری ہو گئی اور وہ آپؒ کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا۔ چنانچہ

اسی دن سے آپؒ کا لقب ''جنگی دوست'' پڑ گیا۔

والدہ ماجدہ کا نام مبارک

حضرت غوث اعظمؒ کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک حضرت سیدہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہؒ تھا۔ فاطمہ آپؒ کا اسم مبارک، امتہ الجبار لقب مبارک اور ام الخیر آپؒ کی کنیت مبارک تھی۔ آپؒ ہمہ وقت اپنے کریم رب عزوجل کی بارگاہ میں عبادت میں مشغول رہتیں اور زہد و تقویٰ میں زمانے بھر کی عورتوں کے لیے آپ کی سیرت مبارکہ ایک عظیم مثال ثابت ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہؒ، حضرت سید عبداللہ صومعی کی بیٹی تھیں اور حضرت عبداللہ صومعیؒ کا شمار اپنے دور کے اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔

ابو صالحؒ اور حضرت فاطمہ کا نکاح مبارک

ابو صالحؒ جوانی کے عالم میں بھی بہت نیک تھے آپؒ کئی کئی دن روزہ میں گزارتے اور ہمہ وقت اپنے رب کریم کی عبادت میں مصروف رہتے۔ ایک مرتبہ آپؒ کافی دنوں سے روزہ کے عالم میں تھے اور پھر افطار کے لے بھی کچھ نہ پایا تھا۔ شدت بھوک کے باعث آپؒ دریا کے کنارے چل رہے تھے اور آپؒ کی نگاہیں ایک سیب پر پڑیں جو دریا کے کنارے بہہ کر آ رہا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے وہ سیب اٹھالیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھالیا۔ جب آپؒ سیب کھا چکے تو دل میں خیال آیا ''اے ابو صالح یہ سیب تیرا تو نہیں اور تو نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کھالیا ہے'' اس خیال کے آتے ہی آپؒ پریشان ہو گئے اور سوچا کیوں نہ اس کے مالک سے جا کر معافی طلب کی جائے چنانچہ آپؒ دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور اس باغ کی تلاش کرنے لگے۔ آخر کافی سفر طے کرنے کے بعد آپؒ ایک باغ کے پاس پہنچے سیبوں کا یہ باغ دریا کے عین

کنارے پر لگا ہوا تھا اور اس کے درختوں کی شاخیں دریا کے بہتے ٹھنڈے شیریں پانی سے اٹکیلیاں کر رہی تھیں۔ چنانچہ آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ ہی باغ ہے جس کا سیب بہہ کر میری جانب آیا تھا اور میں نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کھایا۔ چنانچہ آپؒ اس باغ کے مالک کو تلاش کرنے لگے۔ بالآخر آپ کو معلوم ہوا کہ اس باغ کا مالک ایک بزرگ عبداللہ صومعی ہے۔ چنانچہ آپؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام معاملہ عرض کرنے کے بعد معافی طلب کی۔

حضرت عبداللہ صومعیؒ بھی اپنے زمانہ کے ولی کامل تھے چنانچہ آپؒ نے اپنی بصیرت سے جان لیا کہ یہ نوجوان ضرور اللہ کے مقربین میں سے ہے جو تقویٰ و پرہیز گاری سے کام لے رہا ہے اور ایک سیب کھانے کے معاملہ میں معافی طلب کرنے چلا آیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا ''نوجوان! اگر تو معافی چاہتا ہے تو اتنی مدت میرے باغ کی رکھوالی کر اور اس میں باغبانی کر''

چنانچہ حضرت ابو صالحؒ نے اتنی مدت خوب دیانتداری سے باغبانی اور رکھوالی دونوں فریضے سر انجام دیئے پھر جب مقررہ مدت پوری ہوئی تو آپؒ حضرت عبداللہ صومعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ معافی طلب کریں اور ساتھ ہی اجازت بھی۔

حضرت عبداللہ صومعیؒ آپؒ کے حاضر ہونے کے معاملہ کو بھانپ گئے اور فرمایا ''اے ابو صالح موسیٰ! اگر تم معافی مانگنے آئے ہو تو تمہیں ایک صورت میں معافی دونگا'' ابو صالح موسیٰؒ نے عرض کی ''جی آپ فرمائیں'' اس پر حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا ''اے نوجوان! میری ایک بیٹی ہے جو آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے تم اس سے نکاح کر لو تو تمہیں معافی مل جائے گی''

حضرت ابو صالح موسیٰؒ کچھ دیر خاموش ہوئے پھر عرض کیا ''حضور مجھے منظور ہے'' آپؒ کا نکاح حضرت عبداللہ صومعی نے اپنی بیٹی سے پڑھ دیا۔ نکاح کے بعد جب آپؒ حجرہ

عروسی میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک خوبصورت لڑکی کو پایا جو ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک تھی۔ فوراً ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ یہ تو وہ لڑکی نہیں جس کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا۔ چنانچہ آپؒ الٹے قدم پیچھے لوٹے اور عبداللہ صومعیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ صومعیؒ نے آپؒ کی پریشانی کو بھانپا اور فرمایا "اے نوجوان! جو لڑکی تم نے دیکھی وہ ہی تمہاری بیوی ہے اس کے جن محاسن کو تو نے نقائص جانا حقیقت میں وہ ہی اس کی خوبیاں ہیں۔ یہ اندھی ہے اس لیے کہ آج تک اس کی نظر کسی غیر محرم پر نہیں پڑی۔ یہ بہری ہے اس لیے کہ آج تک اس نے خلافِ حق کوئی بات نہیں سنی۔ یہ لنجی ہے اس لیے کہ آج تک اس نے خلاف شرع کوئی کام نہیں کیا۔ یہ لنگڑی ہے اس لیے کہ اس نے آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔

حضرت ابو صالحؒ نے اپنی قسمت پر بارگاہ خداوند میں شکر ادا کیا کہ انہیں اتنی نیک سیرت زوجہ عطا ہوئیں ہیں۔ اس واقعہ سے جہاں حضرت ابو صالحؒ کا زہد و تقویٰ ثابت ہو رہا ہے وہاں حضرت فاطمہ کی پاکدامنی کا جمال بھی چھلک رہا ہے پھر یہ ہی نہیں بلکہ ان دو پاکیزہ ہستیوں کے لیے انعام خداوندی کا خوب مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسی سیرت عطا فرمائے (آمین)

والد گرامی کی جانب سے سلسلہ نسب

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا سلسلہ نسب آپ کے والد گرامی کی جانب سے حضرت سیدنا امام حسنؓ کے واسطہ سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ شیر خدا سے جا ملتا ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ کا سلسلہ نسب بجانب پدر محترم درج ذیل ہے۔

1۔ حضور سیدنا غوث اعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

2۔ بن حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوستؒ

3۔بن حضرت سید عبداللہؒ

4۔بن حضرت سید یحییٰؒ

5۔بن حضرت سید داؤدؒ

6۔بن حضرت سید موسیٰ ثانیؒ

7۔بن حضرت سید عبداللہؒ

8۔بن حضرت سید موسیٰ الجونؒ

9۔بن حضرت سید عبداللہ محضؒ

10۔بن حضرت سید امام حسن مثنیٰؒ

11۔بن حضرت سیدنا امام حسنؓ

12۔بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ

والدہ ماجدہ کی جانب سے سلسلہ نسب

حضور سیدنا غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا سلسلہ نسب والدہ ماجدہ کی جانب حضرت سیدنا امام حسینؓ کے واسطہ سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ سے جاملتا ہے۔آپؒ کا سلسلہ نسب بجانب مادر محترمہ درج ذیل ہے۔

1۔حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

2۔بن حضرت سیدہ ام الخیر امتہ الجبارؒ

3۔بنت حضرت سید عبداللہ صومعیؒ

4۔بن حضرت سید ابو جمال الدین محمدؒ

5۔بن حضرت سید محمودؒ

6۔ بن حضرت سید ابی العطاء عبداللہؒ

7۔ بن حضرت سید کمال الدین عیسیٰؒ

8۔ بن حضرت سید علاؤالدین محمد الجوادؒ

9۔ بن حضرت سید امام علی رضاؒ

10۔ بن حضرت سید امام موسیٰ کاظمؒ

11۔ بن حضرت سید امام جعفر صادقؒ

12۔ بن حضرت سید امام محمد باقرؒ

13۔ بن حضرت سید امام زین العابدینؒ

14۔ بن حضرت سیدنا امام حسینؓ

15۔ بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ

اللہ کے ولیوں کا خاندان

حضور غوث اعظمؒ کا جملہ خاندان اولیاء کا خاندان تھا۔ آپؒ کے نانا جان، دادا جان، والد ماجد، والدہ ماجدہ، پھوپھی جان، بھائی اور صاجزادگان تمام اولیاء اللہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام حضرات کو صاحب کشف و کرامت بنایا۔

حضور غوث اعظمؒ کا لقب "محی الدین"

حضور سیدنا غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ 511 ہجری میں ایک دن میں برہنہ پا بغداد شریف کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک شخص ملا جو خستہ حال تھا اور بیمار، کمزور اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ جب میں اس شخص کے نزدیک آیا تو اس شخص نے میرا نام لے کر مجھے پکارا

اور مجھے سلام کیا۔ جب میں اس شخص کے قریب پہنچا تو اس شخص نے مجھ سے کہا ''اے نوجوان! مجھے سہارا دو'' چنانچہ میں نے اسے سہارا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص تندرست و توانا ہو گیا اور اس کے چہرے پر توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں گھبرا گیا۔ اس شخص نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا ''اے نوجوان پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں'' اس شخص کی بات سن کر مجھے کچھ تسلی ہوئی اور مجھ پر اطمینان کی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر اس شخص نے مجھ سے پوچھا۔

''اے نوجوان! کیا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں'' میں نے اس کے سوال میں انکار سے جواب دیا تو اس نے کہا ''میں دین اسلام ہوں اور قریب المرگ تھا۔ اللہ عزوجل نے مجھے تمھارے ذریعے سے دوبارہ زندہ کر دیا ہے'' حضور غوث اعظمؒ فرماتے ہیں ''پھر اس شخص سے رخصت ہونے کے بعد جب میں بغداد شریف پہنچا اور جامع مسجد میں نماز کی غرض سے داخل ہوا۔ ابھی میں جامع مسجد کے دروازے میں ہی تھا کہ میرے دیکھتے دیکھتے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے مجھ سے میرے جوتے پکڑ کر مجھے ''یا سیدی محی الدین'' کہہ کر پکارا پھر اس معاملہ کے بعد جب میں نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہوا تو میرے چاروں طرف لوگ آ گئے۔ انھوں نے مجھے گھیر لیا اور میرے ہاتھ چومنے لگے۔ اور اس لقب سے پہلے مجھے کسی نے کبھی اس نام سے نہیں نہیں پکارا تھا۔

دیگر القابات

اللہ رب العزت نے حضور غوث اعظمؒ کو اپنے خاص رحمت کاملہ سے علمی و روحانی اوصاف میں بہت بلند کیا۔ عوام الناس میں آپؒ کو آپ کے اوصاف کی وجہ سے مختلف القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

چند ایک القابات درج ذیل ہیں۔

6۔بن حضرت سید ابی العطاء عبداللہؒ

7۔بن حضرت سید کمال الدین عیسیٰؒ

8۔بن حضرت سید علاؤ الدین محمد الجوادؒ

9۔بن حضرت سید امام علی رضاؒ

10۔بن حضرت سید امام موسیٰ کاظمؒ

11۔بن حضرت سید امام جعفر صادقؒ

12۔بن حضرت سید امام محمد باقرؒ

13۔بن حضرت سید امام زین العابدینؒ

14۔بن حضرت سیدنا امام حسینؓ

15۔بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ

اللہ کے ولیوں کا خاندان

حضور غوث اعظمؒ کا جملہ خاندان اولیاء کا خاندان تھا۔آپؒ کے نانا جان، دادا جان، والد ماجد، والدہ ماجدہ، پھوپھی جان، بھائی اور صاحبزادگان تمام اولیاء اللہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام حضرات کو صاحب کشف وکرامت بنایا۔

حضور غوث اعظمؒ کا لقب "محی الدین"

حضور سیدنا غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ 511 ہجری میں ایک دن میں برہنہ پا بغداد شریف کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک شخص ملا جو خستہ حال تھا اور بیمار، کمزور اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔جب میں اس شخص کے نزدیک آیا تو اس شخص نے میرا نام لے کر مجھے پکارا

اور مجھے سلام کیا۔ جب میں اس شخص کے قریب پہنچا تو اس شخص نے مجھ سے کہا ''اے نوجوان! مجھے سہارا دو'' چنانچہ میں نے اسے سہارا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص تندرست و توانا ہو گیا اور اس کے چہرے پر توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں گھبرا گیا۔ اس شخص نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا ''اے نوجوان پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں'' اس شخص کی بات سن کر مجھے کچھ تسلی ہوئی اور مجھ پر اطمینان کی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر اس شخص نے مجھ سے پوچھا۔

''اے نوجوان! کیا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں'' میں نے اس کے سوال میں انکار سے جواب دیا تو اس نے کہا'' میں دین اسلام ہوں اور قریب المرگ تھا۔ اللہ عزوجل نے مجھے تمھارے ذریعے سے دوبارہ زندہ کر دیا ہے'' حضور غوث اعظمؒ فرماتے ہیں ''پھر اس شخص سے رخصت ہونے کے بعد جب میں بغداد شریف پہنچا اور جامع مسجد میں نماز کی غرض سے داخل ہوا۔ ابھی میں جامع مسجد کے دروازے میں ہی تھا کہ میرے دیکھتے دیکھتے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے مجھ سے میرے جوتے پکڑ کر مجھے ''یا سیدی محی الدین'' کہہ کر پکارا پھر اس معاملہ کے بعد جب میں نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہوا تو میرے چاروں طرف لوگ آگئے۔ انھوں نے مجھے گھیر لیا اور میرے ہاتھ چومنے لگے۔ اور اس لقب سے پہلے مجھے کسی نے کبھی اس نام سے نہیں نہیں پکارا تھا۔

دیگر القابات

اللہ رب العزت نے حضور غوث اعظمؒ کو اپنے خاص رحمت کاملہ سے علمی و روحانی اوصاف میں بہت بلند کیا۔ عوام الناس میں آپؒ کو آپ کے اوصاف کی وجہ سے مختلف القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

چند ایک القابات درج ذیل ہیں۔

1۔محی الدینؒ

2۔غوث الثقلینؒ

3۔غوث الاعظمؒ

4۔امام الفریقین والطریقینؒ

5۔ذوالسراجین والمنہاجینؒ

6۔کرم الجدین والطرفینؒ

7۔ذوالبیانینؒ

8۔صاحب البرمانین والسلطانینؒ

☆☆☆☆

ولادت باسعادت

حضور سیدنا غوث اعظمؒ ملک فارس کے شمال میں واقع جزیرہ خزر کے جنوبی ساحل سے ملحق ایک چھوٹے سے قصبے گیلان میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی ولادت باسعادت 470ھ مطابق 1075ء میں ہوئی یہ یکم رمضان المبارک اور جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

نا امیدی کے ایام میں ولادت

حضور غوث اعظمؒ کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہؒ کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ اور عام طور پر یہ عمر عورتوں کا سنِ یاس ہوتا ہے جسے ناامیدی کی عمر کہا جاتا ہے۔اس کے باوجود اللہ رب العزت نے جو خالق حقیقی ہے اپنے فضل وکرم سے ام الخیرؒ کو اپنی خاص جناب سے اپناولی اور مقرب بندہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ جیسا بیٹا عطا فرمایا۔

پانچ کرامتیں بوقت ولادت باسعادت

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت عظیم مقام عطا فرمایا۔ آپؒ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے شیخ ہونے کا درجہ رکھتے ہیں اور حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے خاندان پاک سے جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ گزرے ہیں جو کہ مفسر قرآن سیرت

نگار نہ صرف ظاہری علوم کے ماہر بلکہ باطنی علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ الغرض شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا فیض بھی لوگوں میں عام ہے۔ آپؒ سے مناقب غوثیہ میں اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت کے وقت غیب سے پانچ عظیم الشان کرامتوں کا ظہور ہوا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضور سرور کونین ﷺ کی آمدو بشارت

جس رات حضرت غوث الاعظمؒ پیدا ہوئے اس رات آپؒ کے والد ماجد حضرت سید ابو صالحؒ نے خواب میں دیکھا (جو کہ خود ایک ولی کامل تھے اور مقربان خدا میں سے تھے) کہ سرور کائنات، منبع کمالات، فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ بمعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ائمۃ الہدیٰ اور اولیاء عظام علیہم رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابو صالح موسیٰؒ کے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے ابو صالح موسیٰؒ کو خطاب فرمایا اور ان الفاظ میں بشارت سے نوازا۔ ''اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے۔ وہ میرا بیٹا ہے، وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ہوگی جو انبیاء و مرسلین میں میری شان ہے'' اس بشارت کے خطاب فرمانے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ اپنے جملہ ساتھیوں کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔

نقش پائے مصطفی ﷺ

حضور غوث اعظمؒ کی ولادت باسعادت کے وقت آپؒ کے شانہ مبارک پر حضور آقاء دو جہان محمد ﷺ کے قدم مبارک کا نقش دیکھا گیا اور اس نقش کا موجود ہونا بھی آپؒ کے ولی کامل اور مقرب خدا اور رسول ﷺ کی دلیل ہے۔

عالم خواب میں بشارت

حضور غوث اعظمؒ کی والدہ ماجدہ بھی ایک ولی کاملہ تھیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو اپنی بارگاہ میں خاص مقام عطا فرمایا تھا۔ جہاں حضور غوث اعظمؒ کے والد گرامی کو آپ کی پیدائش مبارکہ سے قبل بشارتیں دی گئیں۔ وہاں آپؒ کی والدہ ماجدہ کو بھی آپؒ کی ولادت باسعادت سے قبل عالم خواب میں آپ کے فضائل کے ساتھ بشارتیں دی گئیں۔

لڑکوں کی پیدائش

مناقب غوثیہ میں ایک کرامت یہ بھی ذکر کی گئی کہ آپ کی ولادت باسعادت پر اس رات جیلان شریف (آپ کا گاؤں) میں جتنی عورتوں نے بچے جنے سب کو اللہ رب العزت نے لڑکے ہی عطا کیے اور یہ سب کے سب لڑکے اپنے اپنے دور کے نامور ولی بھی بنے۔

پہلے دن ہی روزہ

حضور غوث اعظمؒ کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک کو ہوئی۔ آپؒ نے پہلے دن ہی روزہ رکھا اور پھر سحری سے لے کر افطاری تک آپؒ نے اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیا۔

☆☆☆☆

زمانہ رضاعت والدہ محترمہ کا بیان

حضور غوث اعظمؒ کی والدہ ماجدہؒ فرماتیں ہیں ''جب میرا فرزند ارجمند پیدا ہوا تو رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اور اس کا آغاز تھا۔ میرا بیٹا پورا دن دودھ نہ پیتا سوائے سحری اور افطاری کے وقت اور اس کا یہ معمول پورے رمضان المبارک میں رہا''

پیدائش کا دوسرا سال اور ماہ مبارک

آپ کی والدہ ماجدہؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ میرے بیٹے کی پیدائش کا دوسرا سال تھا اور موسم ابرآلود تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو چاند دیکھائی نہ دیا۔ اس لیے لوگوں نے میرے پاس آکر پوچھا کہ رمضان المبارک کے آغاز کا کچھ علم نہ ہوسکا آپؒ ہمیں عبدالقادرؒ کے متعلق بتائیں کہ انھوں نے دودھ پیا ہے کہ نہیں؟ آپؒ فرماتی ہیں ''میں نے ان کو بتایا کہ میرے فرزند نے دودھ نہیں پیا'' بعدازیں جب تحقیقات کی گئیں تو لوگوں پر اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اس دن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور پہلا روزہ تھا۔

پورے رمضان میں معمول مبارک

آپؒ کی والدہ ماجدہ فرماتیں ہیں ''سال کے پورے گیارہ ماہ میرے فرزند ارجمند نے دودھ پیا

لیکن رمضان المبارک میں جب لوگ روزہ افطار کرتے تو وہ بھی افطاری کے وقت دودھ پیتا اور جب لوگ سحری کرتے تو وہ بھی سحری کے وقت دودھ پیتا۔ الغرض میرا بیٹا بھی دوسرے لوگوں کی طرح پورے رمضان کے روزے رکھتا''۔

☆☆☆☆

بچپن کا زمانہ
شفقت پدری سے محرومی اور عظیم پرورش

حضرت غوث الاعظمؒ نے ابھی ایام طفلی سے نکل کے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ آپ کو اس عظیم صدمہ سے دوچار ہونا پڑا کہ آپؒ کے والد گرامی وصال پا گئے اور آپؒ کے والد گرامی حضرت ابوصالح موسیؒ کا وصال پانا بالکل یہی منظر تھا اور ان لمحات کی یاددہانی کرواتا تھا جب ہادی کونین حضور محمد ﷺ نے بھی اپنا بچپن یتیمی کی حالت میں گزارا تھا۔ اس وقت آپؒ کے نانا حضور حضرت سید عبداللہ صومعیؒ حیات تھے۔ نانا حضور نے آپؒ کو اپنی سرپرستی میں قبول فرمالیا۔ چونکہ حضرت عبداللہ صومعیؒ خود ایک ولی کامل تھے اور آپؒ کی اولاد میں کوئی لڑکا نہ تھا اس لیے اپنے نواسے کو ہی اپنے بیٹوں کی طرح پالا۔ پھر جس طرح عبداللہ صومعیؒ کی خدمت میں رہ کر حضور غوث الاعظمؒ کی والدہ ماجدہ اور والد گرامی نے روحانیت کے درجات طے کیے تھے اسی طرح حضور غوث الاعظمؒ کو بھی نانا حضور کی صحبت سے خوب استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ اب حضور غوث الاعظمؒ کا حضرت عبداللہ صومعیؒ کے سایہ عاطفت میں آنا کسی سرِ الٰہی کا غمازی کر رہا تھا پھر سونے پہ سہاگہ کہ نانا حضور نے بھی اپنی تمام تر پدرانہ شفقت نواسے کے لیے وقف کردی اور فراست باطنی سے یہ بھی جان لیا کہ اس ننھے پھول سے حسین، مہتاب سے روشن چہرے کی پیشانی میں نورولایت چمک رہا ہے اس

طرح نانا حضورؒ نے آپؒ کی پرورش میں ذرا بھی کمی نہ چھوڑی اور آپ کو خوب فیضان باطنی سے ہر لمحہ سیراب کیا۔اس طرح حضور غوث الاعظمؒ کے مرشد و استاد اول آپؒ کے نانا حضور حضرت عبداللہ صومعیؒ ہی ٹھہرے۔

کھیل کود سے رکنا

حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کا بچپن لہو و لعب کے کاموں سے محفوظ تھا آپؒ بہت صفائی پسند تھے اور بہت کم گو بھی تھے۔لوگوں نے کہا ''ہم نے آپؒ کے بچپن میں بھی کبھی آپ کو نہ تو بے مقصد بات کرتے دیکھا اور نہ ہی کبھی کوئی دانائی سے خالی بات سنی'' آپؒ کے بچپن کے متعلق روایات میں کتب سیرت میں ملتا ہے کہ آپؒ نے بچپن میں کوئی بھی کھیل نہ کھیلا۔آپؒ کے بیٹے سید عبدالرزاقؒ کا بیان ہے۔''میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ بچپن میں جب کبھی بھی میں نے کھیل کود کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے گھر سے باہر نکلا تو مجھے ایک غیبی آواز سنائی دیتی ''اے خدا کے برکت دیئے ہوئے میرے طرف آمیں نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے کھیل کود کے لیے پیدا نہیں کیا''۔اس آواز کو سن کر گھبرا جاتا تھا اور بھاگتا ہوا اپنی والدہ ماجدہ کے آغوش میں چھپ جایا کرتا تھا۔پھر اس کے بعد وہی آواز مجھے تنہائیوں میں بھی سنائی دیتی یا جب کبھی مجھے نیند آنے لگتی تو وہ آواز میرے کانوں میں پڑتی اور مجھے اس طرح متنبہ کیا جاتا ''اے عبدالقادر تمھیں اس لیے پیدا نہیں کیا کہ تم سویا کرو''۔

ابتدائی تعلیم

سیرت کی کتب میں یہ بات کوئی واضح نہیں ملتی کہ آپؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم کب حاصل کرنا شروع کی۔لیکن یہ بات تو واضح ہے کہ آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم کا آغاز اس دن سے

شروع ہو چکا تھا جس دن سے آپ اپنے نانا حضور عبداللہ صومعیؒ کی سرپرستی میں آئے تھے۔ ایک روایت میں آپؒ نے اپنی دس برس کی عمر میں حصول تعلیم کا ذکر فرمایا ہے جسے میں چند سطروں بعد ذکر کرونگا۔

شکم والدہ میں حفظ قرآن

حضور غوث الاعظم کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ آپؒ جب پڑھنے کے قابل ہو گئے تو آپؒ کو حفظ قرآن کے لیے ایک مدرسہ میں لے جایا گیا یہ جیلان کا مقامی مدرسہ تھا چنانچہ حفظ قرآن کے لیے آپ کو وہاں داخل کروایا گیا۔ جب آپؒ اپنے معلم محترم کے سامنے دوزانو بیٹھے تو آپؒ کے استاد محترم نے آپ کو کہا پڑھو بیٹا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ حضور غوث اعظمؒ نے بسم اللہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ الٓمٓ سے لے کر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ دیئے۔ معلم محترم نے حیرت میں مبتلا ہوتے ہوئے پوچھا ''بیٹا! بھلا یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ تو حضور غوث اعظمؒ نے معلم محترم کی بارگاہ میں عرض کیا ''حضور میری والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں جب میں ان کے پیٹ میں تھا وہ اکثر اوقات ان پاروں کا دور کیا کرتی تھیں اور بار بار سننے سے یہ اٹھارہ پارے مجھے یاد ہو گئے لہٰذا اب اس سے آگے شروع کیا جائے''

اپنی ولایت کا علم

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاقؒ سے ایک روایت ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے اپنے والد گرامی حضور غوث اعظمؒ سے دریافت کیا کہ آپؒ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا تو آپؒ نے فرمایا۔ جب میں دس برس کا تھا اور اپنے قصبہ (مبارک) کے ایک مدرسہ میں جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے اردگرد آگے پیچھے چلتے دیکھتا اور جب میں مدرسہ پہنچ جاتا تو وہ بار بار یہ

کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ اسی معاملہ کو میں ہر روز جب دیکھا کرتا تو میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کیا ہے۔

فرشتہ ننھے طالب علم کا محافظ

حضور غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بچپن میں تھا اور اس وقت جب مجھے میری والدہ ماجدہ نے مدرسہ میں داخل کروایا۔ تو میں دیکھتا کہ ایک اجنبی شخص روزانہ مجھے مدرسہ چھوڑنے آیا کرتا پھر جب تک میں مدرسہ میں رہتا اور تعلیم حاصل کرتا رہتا وہ شخص بھی میرے قریب قریب رہتا پھر جب چھٹی کا وقت آتا تو وہ شخص مجھے گھر تک چھوڑنے آتا۔ لیکن میں اس شخص کو نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔ ایک دن میں نے اس شخص سے پوچھا ''جناب آپ کون ہیں'' تو وہ کہنے لگا ''میں اللہ کا فرشتہ ہوں اور انسانی شکل میں تیری خدمت پر مامور کیا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے تا کہ میں مدرسہ کے معاملے میں آپؒ کے ساتھ رہا کروں''۔

فرشتوں کا اعلان کرنا

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں بالکل بھی نہیں جانتا تھا یعنی کسی بھی حوالہ سے نہیں جانتا تھا۔ اس وقت فرشتے مدرسے کے دوسرے طالب علموں کو کہہ رہے تھے۔ کشادہ ہو جاؤ وسیع ہو جاؤ تا کہ تمھارے درمیان اللہ کا ایک ولی بیٹھے تو اس وقت وہ شخص جو میرے پاس سے گزر رہا تھا اس نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ سے پوچھا۔ ''یہ لڑکا کون ہے'' تو فرشتوں نے اسے جواب دیا ''یہ لڑکا اللہ کا ولی ہے'' پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا ''بھلا یہ تو بتاؤ یہ کس کا لڑکا ہے'' تو فرشتوں نے اسے بتایا ''یہ سادات کے گھرانے کا لڑکا ہے'' اس آدمی نے یہ سنا تو کہنے لگا ''حقیقتاً یہ لڑکا عنقریب بہت بڑی شان والا

ہوگا۔

درسِ محبت و عقیدت

مذکورہ بالا واقعات سے ایک خاص بات سامنے آتی ہے کہ اللہ کریم اپنے مقرب بندوں کو ہر حال میں آگاہ فرماتا رہتا ہے کہ میرے بندے تو بہت سے ہیں ہر ایک کا خالق میں ہوں۔ کوئی میری عبادت کرے یا نہ کرے میں تو اتنا کریم ہوں کہ لحہ بہ لحہ اپنی نعمتوں کے بادلوں سے ان پر ہر قسم کا رزق نچھاور کرتا رہتا ہوں۔ کوئی میری جناب میں سجدہ ریز ہو یا نہ ہو میں اتنا کریم ہوں پھر بھی اسکی عزت و عظمت کا سہرا اس کے سر سجائے رکھتا ہوں کوئی میرا شکر ادا کرے یا نہ کرے کوئی میری جناب میں آنسو بہائے یا نہ بہائے میں اتنا رحیم ہوں اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھتا ہوں لیکن تم ان سب میں سے میرے زیادہ پیارے ہو۔ تم لوگوں کی زندگیاں ان تمام لوگوں سے مختلف ہیں جو شکر، سجدہ، حمد، طلب رضا اور نظر کرم کی طلب سے یکسر عاری ہیں لہٰذا یاد رکھو تمھاری زندگی کا ہر قدم تمھارے نفوس کا ہر لحہ تمھاری آنکھوں کا ہر آنسو سب میری رضا کے طالب ہوں۔ سب میری جناب میں حمد و شکر بجالائیں۔ ہاں جب تمھارے سر سجدوں میں ہوں تو میں ملائکہ کو ندا دے دے کے کہوں۔ ”اے ملائکہ! ذرا دیکھو تو سہی یہ ہے ابن آدم۔ تم کہتے تھے کہ الٰہی! یہ تو زمین میں فساد کرے گا۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ یہ سجدے میں گرتے ہیں تو میری راتیں چھوٹی پڑ جاتی ہیں۔ ذرا دیکھو جب یہ قیام کے لیے ہاتھ باندھتے ہیں تو وقت قلیل پڑ جاتا ہے۔ اے میرے ملائکہ! دیکھو یہ تو ایسے قیام، رکوع و سجود کررہے ہیں کہ زمین آسمان سے مخاطب ہو کر کہتی ہے بھلا تجھ پر اللہ کے فرشتے ہیں دیکھو میرا فخر اے آسمان! دیکھو میرا ناز میرا اعزاز دیکھو! تجھ پر تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس برائی کی قوت و طاقت ہی نہیں اور ان کو تو بنایا ہی عبادت کے لیے ہے یہ کون سا اعزاز ہے یہ کون سا مرتبہ ہے۔ بھلا ادھر تو دیکھ! یہ درویش یہ اللہ کے پیارے برائی کی طاقت رکھتے ہیں بہت بڑے بڑے

نفس رکھتے ہیں پھر بھی ان کی عبادت پر دیکھ تیرے ملائک فخر کرتے ہیں۔

الغرض اللہ رب العزت کے یہ بندے زندگی کے ہر لمحہ میں ہر ساعت میں رضا الٰہی کو طلب کرتے ہیں اور پھر اللہ رب العزت بھی ان کو کیا خوب مقام عطا کرتا ہے۔ قطب ابدال غوث ،فنافی الرسول ، فنافی اللہ، ان مراتب پر فائز فرماتا ہے اور عام لوگ ان سے ایسے ہی فیض حاصل کرتے ہیں جیسے سورج اور چاند سے فوائد حاصل کیے جاتے ہیں لیکن ان کی روشنی میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آتا۔ سبحان اللہ۔

نہ پوچھ رات خلوت میں مجھے کیا کیا نظر آیا
پلک جھپکی تو کملی اوڑھنے والا نظر آیا
اور جب نظر ڈالی فہرست غلامانِ محمد ﷺ پر
تو کوئی خواجہ نظر آیا تو کوئی داتا نظر آیا

ہمیشہ سچ بولتے

ایک مرتبہ شیخ محمد قائد روانی حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں تھے تو دل میں خیال ہوا کیوں نہ آپؒ سے کئی سوال کیے جائیں۔ چنانچہ روانی صاحب نے آپؒ کی صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی سوالات پوچھے اور اپنے دامن کو علم و معرفت کے موتیوں سے خوب مالا مال کیا۔ جب تمام سوالات پوچھنے کے بعد دل کو تسلی ہوئی تو فوراً دل میں سوال اٹھا۔ کیوں نہ حضرتؒ سے یہ تو پوچھا جائے کہ آپؒ کی عظمت و بزرگی کا دارومدار کس بات پر ہے؟ چنانچہ فوراً دست بستہ حضور غوث الاعظمؒ سے اپنے دل کی یہ بات بھی کہہ ڈالی۔ اس سوال کے جواب میں حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ''میں نے ہمیشہ سچ بولا ہے۔ مشکل سے مشکل ترین وقت میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ہر حال میں سچ کے دامن کو تھامے رکھا ہے۔ حتیٰ کہ جب میں مدرسہ میں پڑھتا تھا تب بھی

کبھی جھوٹ نہیں بولا''

نانا جان کا انتقال

یہ بات حق ہے کہ ہر ذی روح کو ایک وقت ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے اور اپنے رب، خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ ابھی اپنے گاؤں جیلان کے مقامی مدرسہ میں ہی زمانہ طالب علمی میں تھے کہ آپؒ پر وقت کی آزمائش آئی اور اس کی صورت یہ بنی کہ آپؒ کے نانا جان عبداللہ صومعیؒ کو خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا۔ اور وہ اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں منتقل ہو گئے۔ اس طرح حضرت غوث الاعظمؒ کے والد گرامیؒ کے سایہ عاطفت کی طرح نانا حضورؒ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا اور ابھی آپؒ کا بچپن تھا۔ آپؒ کی پرورش اور تعلیم کی ساری ذمہ داری والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؒ کے سر پر آ گئی۔ اللہ کی اس ولیہ کاملہؒ نے بڑی محنت اور کمال صبر سے آپؒ کی پرورش کی اور آپ کو ابتدائی تعلیم کی دولت سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ آخری زندگی کے ایام آہستہ آہستہ گزرتے گئے اور عالم بچپن بھی آپ کے خوبصورت بچپن پر ناز کرتا ہوا الوداع ہو گیا اور زمانہ شباب نے آپ کو اپنے جلو میں لے لیا۔ اب جس طرح آپ کا بچپن قابل رشک تھا اسی طرح آپ کا شباب بھی قابل رشک بنتا جا رہا تھا اور ابتدائی تعلیم کا دورانیہ بھی ختم ہو گیا۔ آپ کی عمر اور علوم و معارف مل کر آپ کی اعلیٰ تعلیم کے ضرورت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ آخر قدرت الٰہیہ کی جانب سے وہ عظیم نشانیاں رونما ہوئیں جو تشنہ لب عمر و علوم و معارف کے اس دعویٰ و مطالبہ کی تصدیق کرتیں نظر آتی تھیں۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے غیبی اشارہ

حضور غوث الاعظمؒ کے بچپن میں جس طرح تحصیل علم کے معاملہ میں اللہ رب العزت

نے فرشتوں کے ذریعے رہنمائی فرمائی اسی طرح اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے غیبی اشارات فرما کر آپ کی مکمل رہنمائی فرمائی گئی۔

بیل بول اٹھا

ایک دن حضور غوث الاعظمؒ کسی کام کے سلسلے میں اپنے گھر سے باہر نکلے یہ دن عرفہ کا دن تھا۔ آپ ایک کھیتی کے قریب کسی کسان کے بیل کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ اچانک بیل رک گیا اور آپ کی طرف مڑ کر انسانی زبان میں یوں گویا ہوا۔

"مَالِھٰذا خُلِقتَ وَلَا بِھٰذا اُمِرتَ"

''اے عبدالقادر! تو اس لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے''

حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں ''میں گھبرا گیا اور بھاگتا ہوا اپنے گھر کی طرف لوٹا اور جلدی میں گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ جب میں نے اردگرد نظر دوڑائی تو مجھے میدان عرفات نظر آیا اور میں نے تمام لوگوں کو میدان عرفات میں پایا۔ پھر میں جلدی سے اپنی والدہ ماجدہؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا ان سے بیان کیا اور درخواست کی۔ اماں حضور آپؒ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں تا کہ میں وہاں جا کر اپنے تشنہ لب کشکول کو جام علم و معرفت پلا سکوں۔

اعلیٰ تعلیم کی اجازت ملنا

والدہ ماجدہ نے جب تمام قصہ سنا تو رو دی اور ماں اور بیٹا کے درمیان محبت بھرے دلائل سے باتیں ہونے لگیں۔ ماں کی ممتا اپنے لال کو نظروں سے جدا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اور بیٹے کو علم کے عظیم فریضہ سے محروم بھی نہ دیکھنا چاہتی تھی۔ آخر دل پر پتھر رکھ کر اجازت عنایت

کردی۔

۴۰ دینار کی وراثت

جب آپ کو سفر پر روانہ کرنے لگیں تو آپ کو چالیس دیناروں سے نوازا۔ چونکہ آپ کے والد گرامی نے وراثت میں 80 دینار چھوڑے تھے آپ کی والدہ ماجدہؒ نے ان میں سے چالیس دینار حضرت عبداللہ کے لیے رکھے جو کہ آپ کے چھوٹے بھائی تھے اور چالیس دینار آپ کے کرتے میں سلائی کر دیئے۔

بغداد کے سفر کی روداد

میں نے اپنی اس کتاب کا آغاز حضور غوث الاعظمؒ کی سیرت کا تعارف اسی واقعہ کے ساتھ کروایا ہے۔ مالک کی بارگاہ میں بعد عجز و نیاز عرض ہے ''اے میرے کریم مالک! ہم گناہگاروں کو بھی حضور غوث الاعظمؒ کی سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں بھی اپنے والدین کا فرماں بردار بنا دے'' (آمین یا رب العٰلمین)۔

وقت فرقت ماں کا فرمان

آپ کی والدہ ماجدہؒ بھی ولیہ کاملہ تھیں ۔ انھوں نے آپ کو جدا کرتے ہوئے فرمایا ''اے میرے فرزند! میں محض اللہ کی رضا کے لیے تجھے اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور مجھے تمھارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا'' آپ کی والدہ ماجدہ کی یہ بات سچ ثابت ہوئی اور آپ کے بغداد میں طالب علمی کے زمانہ ہی میں ان کا انتقال ہوا۔

☆☆☆☆

بغداد میں آمد

بغداد شریف کے اس سفر میں ڈاکوؤں کے حملے اور ان کے نور ہدایت سے منور ہونے والے معاملہ کے بعد قافلے کو بغداد شریف تک دوبارہ کوئی مشکل درپیش نہ آئی اور اس طرح قافلہ بخیر و عافیت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اس طرح غوث الاعظمؒ 488ء میں بغداد شہر میں پہنچے آپؒ جب بغداد شریف کی سرحد پر پہنچے تو اس وقت بارش ہو رہی تھی اور رات کا وقت تھا۔ آپؒ قافلے سے جدا ہو کر سیدھے حضرت حماد بن مسلمؒ کی خانقاہ میں تشریف لے گئے لیکن خانقاہ کا دروازہ بند پایا تو آپؒ باہر صحن میں ہی تشریف فرما ہو گئے اور صبح خانقاہ کا دروازہ کھلا تو آپؒ اندر تشریف لے گئے۔

حضرت حمادؒ سے ملاقات

حضرت حمادؒ نے جب آپ کو اپنی خانقاہ میں پایا تو فوراً آپ کی طرف لپکے جیسے آپؒ کافی عرصہ سے حضرت غوث الاعظمؒ کے منتظر تھے۔ انتہائی محبت و عقیدت سے دونوں ہستیاں آپس میں گلے لگیں اور دونوں کی آنکھیں محبت کے آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ پھر حضرت حمادؒ نے حضرت غوث الاعظمؒ کے متعلق فرمایا۔

اے سرزمین عراق!

فرزند عبدالقادر فقر و تصوف کا خزانہ ہے یہ آج میرے پاس ہے اور کل یہ دولت گرانمایہ تمھارے ہاتھوں میں سونپی جائے گی اور اے سرزمین عراق! تیرے اوپر ایک مقدس ہستی تشریف لائی ہے تجھے مبارک ہو۔ اب تجھ پر رحمت کے بادل سایہ کریں گے تجھ پر علم و عرفان کی گھٹائیں برسا کریں گی۔ جس سے ساری دنیا کے قلوب و ارواح ہمیشہ کے لیے سرسبز و شاداب ہو

جائیں گے۔

بغداد شریف آمد کا مقصد

بغداد شریف آمد کے چند روز بعد حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ جس مقصد عظیمہ کے لیے یہاں تشریف لائے تھے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ ان دنوں چونکہ بغداد شریف میدان علم و ہنر میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا تھا اور دنیا کے مایہ ناز علماء فقہا اور صاحب ہنر لوگ یہاں موجود تھے پھر یہی نہیں دنیا کہ کونے کونے سے ہر روز ہزاروں طلباء علم و عرفان کے پیاسے قافلوں کی صورت میں اپنی تشنہ لبی کو بجھانے آ بھی رہے تھے اور بجھا کر جا بھی رہے تھے۔ چنانچہ حضور غوث الاعظمؒ نے بھی اپنی تشنہ لبی دور کرنے کے لیے مختلف اساتذہ کا انتخاب فرمایا۔ آپؒ نے بڑی لگن سے دنیاء علم و ہنر کے نامور اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

اساتذہ

معلومات کے لیے آپ کے چند معلمین کے نام درج ذیل ہیں۔

ابوالوفا علی بن عقیلؒ

ابوغالب محمد بن حسن باقلانیؒ

ابوذکریا یحیٰ بن علی تبریزیؒ

ابوسعید بن عبدالکریمؒ

ابوالغنائم محمد بن علی بن محمدؒ

ابوسعید ابن مبارک مخرمیؒ

ابوالخیر حماد بن مسلمؒ الاباس

ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلیؒ

شیخ ابوالخطاب محفوظ حنبلیؒ

مذکورہ بالا علماء اکرام سے آپ نے علم قرأت، علم تفسیر، علم فقہ، علم لغت، علم شریعت، علم طریقت جیسے علم حاصل کیے۔ آپ کے جملہ معلمین نہایت قابل تھے اور کئی کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

علم حدیث کے معلمین

وہ علماء جن سے غوث الاعظمؒ نے علم حدیث حاصل کیا ان محدثین میں سے چند مشاہیر عالم کے نام درج ذیل ہیں۔

ابوالبرکات طلحہ العاقولیؒ

ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسیؒ

ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہائیؒ

ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمدؒ

ابوغالب محمد بن حسن الباقلانیؒ

ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراجؒ

ابوالعز محمد بن مختار الہاشمیؒ

ابومنصور عبدالرحمٰن القرازؒ

ابوالقاسم علی ابن احمد بن بنان الکرخیؒ

ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسفؒ

☆☆☆☆

تکمیل علم

جیلان میں ابتدائی تعلیم کے بعد بغداد شریف میں آٹھ سال کی طویل مدت میں آپ نے بے شمار علوم وفنون میں دسترس حاصل کی اور جملہ علوم کے امام بن گئے۔ جب آپؒ نے ماہ ذی الحجہ 496ء میں ان علوم میں تکمیل کی سند حاصل کی تو کرہ ارض پر کوئی ایسا عالم نہ تھا جو آپ کی ہمسری کا دعویٰ کرسکتا۔

☆☆☆☆

زمانہ طالب علمی کی باتیں

بغداد میں فتنہ و فساد

حضور غوث الاعظمؒ کے زمانہ طالب علمی میں ایک دفعہ شہر بغداد میں خوب فتنہ وفساد پھیلا۔ حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں ''میں فطری طور پر ہنگاموں، لڑائیوں، جھگڑوں سے متنفر تھا۔ اس لیے جھگڑوں اور فسادوں کو برداشت کرنا میرے لیے محال تھا چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ بغداد کو چھوڑ کر دور کسی جگہ نکل جاؤں۔ پس میں نے اپنے قرآن کریم کو بغل میں دبایا اور بغداد شریف کے باب حلبہ کی طرف چل دیا اور باب حلبہ کا راستہ صحرا کی طرف جاتا تھا پس میں بھی بیابان و ویران جگہ کے سفر کا ارادہ لیے نکلا تھا۔ حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ یکا یک مجھے کسی غیبی طاقت نے اس زور سے دھکا دیا کہ میں منہ کے بل گرا اور مجھے شدید درد محسوس ہوا۔ پھر غیب سے کسی ندا دینے والے نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے اس طرح ندا دی۔ ''اے عبدالقادر! یہاں سے مت جاؤ خلق خدا کو تم سے فیض پہنچے گا'' حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔ ''مجھے خلق خدا سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی مطلوب ہے'' پھر ندا آئی ''نہیں نہیں اے عبدالقادر! آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے اور آپ سے دین کو نفع پہنچے گا'' چنانچہ مالک کریم کی رضا کے مطابق میں نے بغداد شریف چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں۔ دوسرا دن تھا کہ میں بغداد کے ایک محلہ میں سے گزر

رہا تھا کہ اچانک ایک دروازہ کھلا اور ایک شخص نے اپنا سر باہر نکالا اور کہا کیوں عبدالقادر! کل تو نے اپنے رب سے کیا سوال کیا تھا؟ جب میں نے اچانک یہ بات سنی کہ رات کے معاملہ کا تو میرے رب اور میرے علاوہ کسی کو علم نہ تھا تو میں حیران رہ گیا اور میری قوت گویائی جواب دے گئی۔ اتنے میں اس شخص نے بھی نہایت غصہ سے اپنا دروازہ بند کرلیا اور میں وہاں سے چل دیا۔ جب کچھ سفر طے کرنے کے بعد میرے ہوش بحال ہوئے تو میری سمجھ میں آیا کہ یہ شخص تو اولیاء اللہ سے ہے جسے کل کے سارے واقعہ کا علم ہے۔ چنانچہ میں واپس پلٹا اور اس دروازہ کی تلاش کرنے لگا تاکہ اس ولی اللہ سے ملاقات کروں میں نے ہزار ہا کوششیں کی لیکن قدرت خداوندی کا کرنا کچھ ایسا تھا کہ مجھے وہ دروازہ نہ ملا۔ لیکن اس کے بعد بھی مجھے اس شخص سے ملنے کی آرزو باقی تھی اور میں گاہے بگاہے جستجو کرتا رہتا تھا۔ آخر کافی عرصہ بعد میں نے ایک دن انھیں پالیا اور یہ میرے معلم و محترم حضرت حمادؒ تھے۔

شیخ حمادؒ کا انداز تربیت

حضرت غوث الاعظمؒ اپنے معلم محترم کی فراست و دانائی کا اعتراف اس طرح کیا۔ حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم اکثر اوقات جب میں شیخ حماد کے پاس ہوتا تو آپؒ مجھے فرماتے۔ اے فقیہہ! تو یہاں کیوں آتا ہے۔ کہیں اہلِ فقہ کے پاس جایا کر یہ تو درویشوں کی محفل ہے یہاں تو درویش جمع ہوتے ہیں اور جب میں خاموش رہتا تو اس طرح کی باتیں کر کے میرے نفس کو اذیت دیتے اور یہ سب کچھ اس لیے کرتے تاکہ مجھے اپنے نفس پر قابو حاصل ہوجائے اور میرا نفس پاک ہوجائے لیکن اکثر اوقات اس طرح بھی کرتے جب میں دوبارہ ان کے پاس جاتا تو فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں آئیں لیکن ہم نے سب کھالیں ہیں اور تمھارے لیے کچھ نہیں بچا۔ یہ بھی ہوتا کہ میری یہ حالت دیکھ کر شیخ کے وابستگان شیخ

کے حاضرین محفل بھی مجھے طرح طرح کی باتوں سے اذیت دیتے ایک مرتبہ جب شیخ کو معلوم ہوا تو آپ نے ان سے ایسا کرنے پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا ''اے طالبو! تم ایسا کیوں کرتے ہو خبردار تم میں سے کسی کو بھی ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں'' پھر آپؒ کے شیخ نے فرمایا ''میں تو یہ سب اس کے امتحان کے لیے کرتا ہوں تاکہ اس میں مزید پختگی پیدا ہو اور یہ بھی ایسا پہاڑ ہے جس میں اتنی اذیتوں اور آزمائشوں پر بھی ذرا برابر بھی جنبش نہیں ہوئی'' (اس واقعہ کو عبداللہ جبائیؒ نے بیان کیا ہے)۔

بیس یوم کا فاقہ اور سونے کی ڈھلی

حضرت غوث الاعظمؒ جب زمانہ طالب علمی میں بغداد شریف میں قیام پذیر تھے تو ایک مرتبہ آپ کو بیس یوم تک کھانے پینے کو کچھ نہ ملا یہ بیس یوم تک آپ پر خوب فاقہ کشی کی حالت میں گزرے۔ بیسویں دن جب بھوک کی شدت نے خوب تنگ کیا اور کھانے پینے کو بھی کچھ میسر نہ آیا تو آپ ایوان کسریٰ کی طرف چل پڑے تاکہ کھانے پینے کو کوئی مباح چیز مل سکے۔ حضرت غوث الاعظمؒ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کھنڈرات میں پہلے ہی چالیس آدمی موجود ہیں جو کہ مباح چیزوں کی تلاش میں ہیں اور اللہ کی شان وہ چالیس بھی اولیاء اللہ تھے۔ آپؒ نے ان سے مزاحمت کرنا اچھا نہ سمجھا اور خاموشی سے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ حضرت غوث الاعظمؒ ابھی راستے میں تھے کہ آپ کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس کی ظاہری حالت اس بات کی نشاندہی کر رہی تھی کہ وہ مسافر ہے اور ابھی ابھی طویل مسافت طے کر کے آرہا ہے۔ یہ شخص حضور غوث الاعظمؒ کی تلاش میں ہی تھا۔ آپؒ سے ملتے ہی وہ کہنے لگا ''اے عبدالقادر! خدا کا شکر ہے کہ آپ مل گئے ہیں۔ آپ کی ایک امانت میرے ذمہ ہے جو میں آپ تک پہنچانے کے لیے آپ کو کافی وقت سے تلاش کر رہا ہوں'' اس کے بعد اس شخص نے آپ کو ایک سونے کا ٹکڑا دیا اور کہا ''یہ آپ کی والدہ ماجدہ نے

کی نظر اس پر پڑی تو شدت بھوک کی وجہ سے آپ کے بقول آپ کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ جب بھی وہ نوالہ کھانے کے لیے منہ کھولتا تو ساتھ ہی چاروناچار آپ کا منہ بھی کھل جاتا لیکن آپؒ نے اتنی شدت اور تنگی کے باوجود اس سے سوال نہ کیا۔ آپ ہر بار اپنے نفس کو ملامت کرتے اور کہتے "اے میرے نفس تو صبر کر۔ صبر کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے۔ آخر توکل اور بھروسہ بھی تو کسی چیز کا نام ہے" اس طرح آپؒ اپنے نفس کو قابو میں کیے ہوئے تھے اور آپ کا دھیان اس شخص کی طرف سے ہٹ گیا اور آپ کا نفس بھی مطمئن ہو گیا۔ چند ہی لمحے نہ گزرنے پائے تھے کہ اس شخص نے خود آپ کی طرف دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر آپؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا "اے نوجوان! آؤ میرے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ" آپ نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس نے بار بار آپؒ سے یہ ہی اصرار کیا کہ مجھے خوشی ہو گی اگر آپ میرے ساتھ کھانا کھاؤ گے۔ چنانچہ اس شخص کے بار بار اصرار کی وجہ سے آپ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور کھانا کھانے میں اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔ کھانا کھانے سے فارغ ہونے پر اس نے آپؒ سے بات چیت کرنا شروع کی گفتگو کا سلسلہ کچھ آگے بڑھا تو اس نے آپ کے متعلق دریافت کیا۔ آپؒ نے بتایا کہ میں جیلان سے آیا ہوں اور یہاں علم حاصل کر رہا ہوں۔ جب اس آدمی نے یہ بات سنی تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں پھر اس شخص نے سوال کیا۔ "اے نوجوان! کیا تم یہاں جیلان کے ایک طالب علم کو جانتے ہو؟ جس کا نام عبدالقادر ہے" حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا "جی ہاں! میں ہی عبدالقادر ہوں اور جیلان کا رہنے والا ہوں" آپؒ کی بات سنتے ہی وہ شخص فوراً آپ کے قدموں میں گر کر رونے لگا اور بار بار عرض کرنے لگا "اے نوجوان مجھے معاف فرما دینا میں نے تیری امانت میں خیانت کی ہے۔" حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا "اٹھو اور معاملہ بیان کرو کیا معاملہ ہے آخر تو کیوں اتنا پریشان ہو رہا ہے۔" اس شخص نے کہا "اے نوجوان! جب میں جیلان سے بغداد شریف آنے کے لیے نکلا تو تیری والدہ سیدہ فاطمہ میرے پاس آئیں اور مجھے تیرے لیے

آٹھ دینار دیئے میں کئی دنوں سے تمہیں تلاش کر رہا تھا کہ تمھاری امانت تم تک پہنچادوں اور اپنے کندھوں کا بوجھ کم کروں۔ لیکن بہت تلاش کے باوجود میں تمھیں نہیں پا سکا اور اسی وجہ سے بغداد میں میرا قیام طول پکڑ گیا۔ حتیٰ کہ میرا ذاتی خرچ کم ہو گیا اور فاقوں تک نوبت آگئی پھر چند دن تو میں نے صبر کیا آخر بھوک کی شدت نے مجھے بے حد تنگ کیا تو مجھ سے نہ رہا جا سکا اور میں نے تمھاری امانت میں سے کھانا خریدا تا کہ پیٹ کی آگ کو بجھا سکوں اور اے نوجوان! یہ جو کھانا ہم کھا رہے ہیں یہ بھی دراصل تمھارا ہی ہے۔ کیونکہ تمھاری امانت سے خریدا گیا ہے اور اس طرح تم میرے نہیں بلکہ میں تمہارا مہمان بنتا ہوں اور مجھ پر شفقت کرتے ہوئے میرا یہ گناہ معاف کردو"۔ اس طرح حضور غوث الاعظمؒ نے اس شخص کی تمام بات سننے کے بعد مسکراتے ہوئے گلے سے لگالیا اور بقیہ دیناروں میں سے کچھ اسے دیئے اور کچھ اپنے پاس رکھے اور اس شخص کو ہنسی خوشی رخصت کیا۔ آپؒ نے یہ تمام انعام اس کی حسن نیت اور سچ بولنے کی وجہ سے دیا۔ (اس واقعہ کو حضرت ابوبر تمیمی نے بیان کیا ہے)۔

مصائب اور آیت کریمہ کا وظیفہ

حضور غوث الاعظمؒ کو زمانہ طالب علمی میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن مصائب و آلام کے سامنے آپؒ بھی عزم واستقامت کے پہاڑ بن کر کھڑے رہے۔ آپؒ خود فرماتے ہیں "میں نے ایسی ہولناک سختیاں برداشت کی ہیں کہ اگر پہاڑوں پر وہ آتیں تو وہ تکلیف سے پھٹ جاتے" فرماتے ہیں "جب بھی ہولناک سختیاں مجھ پر ٹوٹتی ۔ ہر طرف سے مصائب و آلام مجھے آزمانے چلے آتے اور مجھے کوئی صورت نظر نہ آتی تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور اس تنگی کے عالم میں اس آیت کریمہ کا ورد کر دیتا۔

فَاِنَّ مَعَ العُسرِ یُسرًا ۝ اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسرًا ۝

بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

میں بار بار اس آیت کریمہ کا ورد کرتا تو اس ورد کے وسیلہ سے مجھے تسکین حاصل ہوتی اور جب میں زمین سے اٹھتا تو میرے سب رنج والم دور ہو چکے ہوتے۔

معمول بعد از اسباق

طالب علمی کے زمانہ میں آپؒ سبق سے فارغ ہو کر جنگل اور بیابان کی طرف نکل جاتے اور آپ کا اکثر اوقات معمول یہی رہتا تھا آپ رات بھی شہر سے باہر جنگلوں اور ویرانوں میں گزارا کرتے۔ زمین آپ کا بستر ہوتی آسمان آپ کے لیے چھت ہوتا۔ اینٹ یا پتھر آپ کا تکیہ ہوتا۔ موسم خواہ کیسا بھی ہوتا۔ آندھی مینہ، جھکڑ، طوفان، سردی، گرمی آپ ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر اپنے رب کو پکارنے جنگلوں، ویرانوں، بیابانوں میں اللہ اللہ کی صدائیں لگا کر سجدوں کی کثرت اور بارگاہ خالق لم یزل میں آنسو بہا بہا کر اپنے رب کو پکارتے۔ قرب خداوندی کی منزل پانے کے لیے اسباق کے اختتام پر سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ بدن پر ایک صوف کا جبہ زیب تن کیے برہنہ پا دریائے دجلہ کے کنارے پر واقعہ جنگلوں کا رخ کرتے اور اپنے رب کی رضا و تسلیم کو پکار پکار کر اپنی جانب متوجہ کرتے۔ کھانے پینے کا عالم ہر حال میں بدلا ہوتا نفس کی لگام کو ایسے تھامے چلتے کہ ذرا سی بھی سرکشی کا شائبہ تک نہ ہوتا۔ اگر کبھی بشری تقاضوں کے پہاڑ ٹوٹتے اور پیٹ بھوک کی آگ میں جلتا تو جڑی بوٹیاں کھا کر اس آگ کو بسم کر دیتے۔ لذیذ کھانوں کا تو گمان بھی پیدا نہ ہونے دیتے کہیں یہ نفس نفس امارہ سے نفس سوء نہ بن جائے۔ اکثر اوقات یوں ہوتا کہ کھائے پیئے بنا کئی ایام گزر جاتے اور پھر بھی بہت تنگی کے عالم میں کوئی مباح چیز تلاش کرتے اسی کو کھا پی کر اپنے رب حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتے۔ یہ تمام باتیں حضور غوث الاعظمؒ کی علم شریعت و معرفت کے حصول سے محبت کی عظیم دلیلیں ہیں جو آج بھی طالب علموں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

ادائیگی قرض میں غائبی مدد

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظم ؒ بزمانہ طالب علمی میں سخت تنگی واقع ہوئی۔ کئی دن فاقوں میں گزرے لیکن اتنی آزمائش کے بعد بھی کچھ نہ کھانے کو ملا۔ انھی حالات میں آپ ؒ ایک دن جنگل میں بیٹھ کر اپنا فقہ کا سبق یاد کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ بھوک کی شدت بھی ستا رہی تھی کہ اچانک ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ ”اے عبد القادر! تم اپنے حصول علم کے مقصد کے لیے کچھ رقم لے کر کام چلا لو“ آپ ؒ نے جواب دیا ”میں ایک طالب علم ہوں کس سے قرض لوں اور کس امید پر قرض لوں اور پھر واپس کیسے کروں گا“ اس پر پھر ندا آئی ”تم قرض لو اس کی ادائیگی کے ذمہ دار ہم ہیں“ آپ ؒ جب اپنے اسباق یاد کر کے دوبارہ شہر کی طرف گئے تو آپ ایک سبزی فروش کے پاس گئے اور اسے کہا۔ ”میں تم سے ایک مہربانی کی امید رکھتا ہوں لیکن اس میں ایک شرط ہے“ اس کے پوچھنے پر آپ ؒ نے فرمایا ”تم مجھے ہر روز ڈیڑھ روٹی اور کچھ سالن دے دیا کرو اور جب میں روپے کے معاملہ میں خوشحال ہوا تو تمھیں ان کی قیمت ادا کر دونگا“ آپ کی بات سن کر وہ شخص رو دیا اور کہنے لگا ”اے عبد القادر! یہ سب کچھ آپ کا ہی تو ہے آپ جو چاہیں اپنی مرضی سے لے لیا کریں“ اس کے بعد ایک مدت تک آپ اس آدمی سے ڈیڑھ روٹی اور کچھ سالن لیتے رہے اور اس طرح آپ نے اپنا طالب علمی کا کچھ زمانہ بسر کیا۔ آپ ؒ فرماتے ہیں۔ ”مجھے ہر وقت یہ پریشانی بھی لاحق رہتی کہ میں طالب علم ہوں نا معلوم میرے مالی حالات میں کب خوشحالی آئے اور میں قرض ادا بھی کر سکوں گا کہ نہیں“ ایک دن آپ ؒ اس مسئلہ پر غور و فکر کر رہے تھے کہ ہاتف غیبی سے آواز آئی ”اے عبد القادر! فلاں مقام پر جاؤ اور وہاں ریت سے جو کچھ ملے اس سے اپنا قرض ادا کرو“ چنانچہ آپ ؒ اس مقام پر پہنچے تو وہاں آپ کو ریت پر پڑا ایک سونے کا ٹکڑا ملا۔ آپ نے اس کو لے لیا اور واپس آکر اس سبزی فروش کا حساب مکمل کیا۔ (اس واقعہ کو شیخ ابو محمد عبد اللہ نے بیان کیا ہے)

☆☆☆☆

ڈاکو گھبرا گئے

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ رات کے وقت جنگل میں تھے اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول تھے۔ آپؒ فرماتے ہیں "اچانک مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ میں نے ایک زور دار چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ میری آواز سن کر اس علاقہ میں موجود مسلح ڈاکو گھبرا اٹھے اور گھبراہٹ کی کیفیت میں ادھر میری طرف آنکلے اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے "یہ تو عبدالقادر دیوانہ ہے اور ہم ڈر گئے شاید پولیس آگئی ہو" اللہ کریم ہم سب پر اپنا کرم فرمائے۔

تین دوست اور ایک غوث کی ملاقات

زمانہ طالب علمی میں حضور غوث الاعظمؒ کے ساتھ دو طالب علم ایسے تھے جو اسباق میں ایک دوسرے کی معاونت کرتے۔ اس وقت یہ تینوں جامعہ نظامیہ بغداد میں زیر تعلیم تھے ایک ساتھی کا نام شیخ ابوسعید عبداللہ محمد اور دوسرے کا نام ابن السقاء تھا۔ اس زمانے میں شہر بغداد میں ایک شخص غوث کے لقب سے بہت مشہور تھا اور سب ہی اس کو غوث کہتے تھے۔ وہ جب چاہتا ظاہر ہو جاتا اور جب چاہتا غائب ہو جاتا تھا۔ ایک دن تینوں دوستوں نے اس بات کا ارادہ کی کیوں نہ اس شخص سے ملاقات کی جائے۔ چنانچہ تینوں دوست اس ارادہ سے نکلے۔ راستے میں ابن السقاء نے کہا "میں اس شخص سے جو غوث بنا پھرتا ہے ایسا سوال کروں گا جس پر وہ لاجواب ہو جائے گا" دوسرے دوست شیخ ابوسعید عبداللہ نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا "ہاں میں بھی ایک سوال کا جواب طلب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں" حضور غوث الاعظمؒ نے کہا "میں تو فقط اس مرد صالح کی زیارت کو جا رہا ہوں میرا تو کسی سوال یا آزمائش کرنے کا کوئی ارادہ نہیں" چنانچہ انہی ارادوں کو لیے تینوں دوست سفر طے کرتے ہوئے منزل کے قریب جا پہنچے۔ جب اس غوث کی جائے رہائش پر پہنچے تو وہ نہ ملے پھر ایک دم سے وہ ظاہر ہوئے اور انھوں نے سب سے پہلے ابن السقاء کو اس کا

نام لے کر مخاطب کیا ”اے ابن السقاء! تجھ پر صد افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے جس پر میں لاجواب ہو جاؤں۔ سنو! یہ تمہارا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے“ اس طرح ابن السقاء کا بنا سوال کیے خود ہی اسکا سوال بھی بتا دیا اور پھر اس کا جواب بھی بتا دیا۔ پھر ابن السقاء کو مخاطب کر کے فرمایا ”مجھے تیرے اندر کفر نظر آتا ہے“ اس کے بعد دوسرے دوست کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بھی اسکا سوال اور جواب خود ہی ارشاد فرما کر کہا۔

”اے عبداللہ! تمہاری اس بے ادبی کی وجہ سے میں دنیا کو تمہارے کانوں تک دیکھ رہا ہوں“ اس کے بعد حضور غوث الاعظم ؒ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”اے عبدالقادر! تو نے اپنے ادب کی بدولت اللہ اور اس کے رسول کو راضی کر لیا ہے میں دیکھ رہا ہوں تم عنقریب منبر پر بیٹھو گے اور سارا بغداد تمھاری بات سنے گا تم اعلان کرو گے کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ تمام ولی اللہ تمھاری اس بات پر اپنا سر جھکا دیں گے“ ان باتوں کے بعد وہ غوث غائب ہو گئے اور تینوں دوستوں کی پھر ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔

غوث کے ارشادات کی تکمیل

وقت گزرتا جا رہا تھا۔ تینوں دوست حصولِ علم کے مقصد میں خوب ڈٹے ہوئے تھے۔ ہر دوست مختلف علوم وفنون میں مہارت کے حصول میں مگن تھا۔ اب وہ وقت آ چکا تھا کہ اس غوث کی تینوں دوستوں کے متعلق کی ہوئی باتیں پوری ہوتی نظر آ رہی تھیں۔ ادھر حضور غوث الاعظم ؒ تکمیل علم کے بعد جب منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے تو تمام بغداد آپ کا وعظ سنا کرتا تھا۔ یہی نہیں وہ وقت بھی آ گیا آپ ؒ نے اعلان کیا ”میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے“ اس طرح حضور شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کے متعلق اس غوث کا فرمایا ہوا ارشاد پایہ تکمیل کو پہنچا۔ دوسری طرف ابن السقاء کا یہ حال تھا کہ وہ عالم جید مشہور ہوا اس کے علم کی شہرت ہر ایک کو مسلم تھی۔ جب خلیفہ وقت

تک اس کی شہرت کے چرچے پہنچے تو خلیفہ وقت نے اسے اپنے دربار میں بلایا۔ اس کی قابلیت پر بے شمار انعام واکرام سے نوازا۔ ساتھ ہی خلیفہ وقت نے اسے اپنا مقرب خاص بنا کر شاہِ روم کی طرف بھیجا۔ ابن السقاء نے شاہ روم کی بارگاہ میں جا کر وہاں کے بڑے بڑے عیسائیوں کو مناظرہ کی دعوت دی۔ وہاں کے عیسائی پادریوں نے ابن السقاء کے اس چیلنج کو قبول کیا۔ اس طرح ابن السقاء نے وہاں کے تمام پادریوں کو مات دے دی اور دین حق کے پرچار کا مناظرہ جیت لیا۔ اس بات سے ابن السقاء کی شہرت کو مزید چار چاند لگ گئے۔

شاہ روم کی نظروں میں بھی ابن السقاء کی عزت اور بڑھ گئی اس نے اسے اپنا مقرب خاص بنالیا اور اسے اپنے دربار میں خوب عزت سے نوازا۔ چند دن گزرے تھے کہ ابن السقاء وہاں ایک لڑکی پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے شاہ روم سے اس لڑکی کا رشتہ مانگا تو شاہ روم نے کہا" میں تجھے ایک شرط پر اس کا رشتہ دونگا وہ یہ کہ تو عیسائی ہو جا" ابن السقاء لڑکی پر اس قدر فریفتہ ہو چکا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گیا اور عیسائیت کے مذہب کو قبول کر لیا۔ اس طرح اس غوث کا ابن السقاء کو یہ کہنا" میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھ سے کفر ظاہر ہوگا" پورا ہو گیا اور ابن السقاء کافر ہو گیا۔

ادھر تیسرا دوست شیخ سعید ابو عبداللہ بھی علوم وفنون میں مہارت کے حوالہ سے خوب شہرت حاصل کر چکا تھا اس نے بغداد سے دمشق ہجرت کر لی اور جب دمشق پہنچا تو سلطان نورالدین زنگی ملک شہید نے اس کا خوب استقبال کیا اور اسے مقام ومرتبہ سے نوازا۔ یہی نہیں اسے نظام اوقات کا ناظم الاعلیٰ مقرر کر دیا۔ اس طرح وہ حاکم بن گیا اور دنیا اس پر ٹوٹ پڑی۔ یعنی وہ دنیاوی معاملات میں کھو گیا۔ اس طرح غوث کا تینوں دوستوں کو کہی ہوئی باتوں کا پورا ہونا وقت نے تاریخ کے ابواب میں یہ قصہ رقم کروادیا۔ تاکہ دنیا ادب واحترام کرنا سیکھ لے۔ (یہ واقعہ تیسرے دوست شیخ سعید ابو عبداللہ نے بیان کیا ہے)

☆☆☆☆

نفس پر قابو کی ایک مثال

زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ حضور شیخ غوث الاعظم ؒ کو کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا۔ کئی ایام فاقے کی نذر ہو گئے۔ انھی دنوں میں ایک دن آپ ؒ کسی کام کی غرض سے مدرسہ سے باہر نکلے۔ آپ کا گزر محلہ قطیعہ شرقیہ سے ہو رہا تھا کہ ایک آدمی نے آپ کو کاغذ کا ایک لفافہ تھما دیا۔ آپ ؒ نے اس لفافے کو جب کھولا تو اس میں کچھ رقم تھی۔ اس وقت عالم یہ تھا بھوک شدت سے ستا رہی تھی چنانچہ آپ ؒ نے ایک حلوائی کی دکان سے کچھ حلوہ پوری خریدی اور لے کر مسجد کی طرف چل دیئے۔

مسجد کے صحن میں بیٹھ کر جب حلوہ پوری کھانے لگے تو اسی اثناء میں آپ کی نظر ایک کاغذ پر پڑی۔ آپ ؒ کے دل میں کاغذ کے متعلق رغبت خوب پیدا ہوئی تو آپ ؒ نے سوچا کیوں نہ اس کاغذ کو پہلے دیکھ لوں۔ چنانچہ اپنی جگہ سے اٹھے اور کاغذ کی طرف بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ جب کاغذ کو سیدھا کر کے دیکھا تو اس پر یہ عبارت لکھی تھی "اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض اگلی کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ خدا کے شیروں کو خواہشوں اور لذتوں سے کیا مطلب۔ خواہشیں اور لذتیں تو ضعیف اور کمزور لوگوں کے لیے ہیں تا کہ وہ اپنی خواہشوں اور لذتوں کے ذریعہ سے اطاعت و عبادت الٰہی میں تقویت حاصل کریں" یہ عبارت پڑھتے ساتھ ہی آپ ؒ نے حلوہ پوری کو فوراً چھوڑا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا "اے عبدالقادر! کیا تجھے بھی اپنے نفس پر اختیار حاصل نہیں ہوا" اور وہاں سے چل دیئے۔

☆☆☆☆

بیعت و خلافت کی باتیں

منازل سلوک کا طے کرنا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا اپنا خاندان ولیوں کا خاندان تھا۔آپ کے نانا کے علاوہ آپ کی پھوپھیاں، والد و والدہ تک مستجاب الدعا تھے۔لیکن یہ الگ بات ہے آپؒ حصولِ علم کے لیے جب بغداد شریف لے آئے تو آپ اپنے خاندان سے ظاہری طور پر کوئی رشتہ برقرار نہ رکھ سکے اور اپنے مقصد میں خوب محنت کرنے لگے۔طریقت کی تعلیم اور منازل کی سلوک حضرت حماد بن مسلم دباسؒ کی زیرنگرانی طے کیں۔ یہ بزرگ اپنے دور کے ولی کامل تھے اور پھر انھوں نے بھی آپؒ کی روحانی تربیت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ جہاں معلم نے محنت کی انتہا کی وہاں شاگرد رشید نے بھی کوئی لمحہ ایسا نہ جانے دیا جس میں اپنے استاد محترم اور وقت کے ولی کامل سے فیض اکتساب نہ کیا ہو۔لیکن منازل سلوک طے کرنے کے باوجود آپؒ حضرت حماد بن مسلم دباسؒ کے بیعت نہ تھے اور نہ ہی اس وقت کسی اور سے بیعت لی تھی۔اس طرح آپؒ زمانہ طالب علمی میں ہی جہاں علوم ظاہری حاصل کر رہے تھے اور کر چکے تھے وہاں علوم باطنی میں بھی کمال درجہ کو پہنچ چکے تھے۔

باقاعدہ بیعت

زندگی کے مراحل درجہ بدرجہ طے کرتے ہوئے آخر وہ وقت آ گیا جب آپؒ نے اپنا

ہاتھ ایک ولی کامل کے ہاتھ میں دے کر صوفیاء کے سلسلہ علم وعرفان سے اپنا رشتہ گہرا کرلیا۔ آپ قاضی ابوسعید مبارک مخزومیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپؒ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کر لی اور آپ کے حلقہ ارادت میں شمولیت اختیار کرلی۔

پیر کا مرید پر ناز

حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومیؒ کو اپنے اس مرید خاص پر بڑا ناز تھا اور آپؒ نے اس مرید پر خاص باطنی نگاہ ڈالی اور تصوف کی بلندیوں تک پہنچایا۔ ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ مسافر خانہ میں اپنے پیرومرشد حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومیؒ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے آپکو کسی کام سے باہر نکلنا پڑا تو قاضی ابوسعید مبارک مخزومیؒ نے آپکے متعلق فرمایا ''اس نوجوان کے قدم ایک دن تمام اولیاء کی گردن پر ہونگے اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے سامنے انکساری کریں گے''

خرقہ خلافت

بیعت کے بعد پیرومرشد کے درمیان خوب روحانی تعلقات قائم ہوئے۔ ہر لمحہ معرفت الٰہی کی طرف ترقی ہوئی پیر کی ہر نگاہ مرید کو باطنی برکات سے مالا مال کرتی۔ حضور غوث الاعظمؒ کو خرقہ خلافت بھی آپ کے مرشد حضور قاضی ابوسعید مبارکؒ نے عطا کیا اور خرقہ پہناتے ہوئے فرمایا ''اے عبدالقادر! یہ خرقہ جناب سرور کائنات رسول مقبول ﷺ نے حضرت علیؓ کو عطا فرمایا تھا۔ انھوں نے حسن بصریؒ کو عطا فرمایا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا'' یہ خرقہ زیب تن فرما کر حضور غوث الاعظمؒ پر بیش از بیش انوار الٰہی کا نزول ہوا۔

☆☆☆☆

پیر کی کاملیت بزبان مرید

حضور غوث الاعظم ؒ نے جب قاضی ابو سعید مبارک مخزومی کی بیعت کر لی تو اس کے بعد ابو سعید مبارک مخزومی ؒ آپ کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے۔ حضور غوث الاعظم ؒ خود فرماتے ہیں ''میرے شیخ طریقت جو بھی لقمہ میرے منہ میں ڈالتے وہ نور معرفت سے میرے سینے کو بھر دیتا تھا'' آپ کا یہ ارشاد آپ کے پیر و مرشد کی باطنی کاملیت پر بھی عظیم دلیل اور منہ بولتا ثبوت ہے۔

شجرہ طریقت

حضور شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے بیعت حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی ؒ سے کی اور آپ ؒ کو خلافت و جانشینی بھی اپنے پیر حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی ؒ سے ملی اور آپکو خرقہ مبارک انھوں نے پہنایا جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کا تھا۔

آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔

1- حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ

2- خلیفہ حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی ؒ

3- خلیفہ حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری ؒ

4- خلیفہ حضرت شیخ ابوالفرس طرطوسی ؒ

5- خلیفہ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی ؒ

6- خلیفہ حضرت شیخ ابوبکر شبلی ؒ

7- خلیفہ حضرت شیخ جنید بغدادی ؒ

8- خلیفہ حضرت شیخ سری سقطی ؒ

9-خلیفہ حضرت شیخ معروف کرخیؒ

10-خلیفہ حضرت شیخ داوٗد طائیؒ

11-خلیفہ حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمیؒ

12-خلیفہ حضرت شیخ خواجہ حسن بصریؒ

13-خلیفہ امیر المومنین حضرت سیدنا علیؓ

14-حضور رحمت العالمین حضور نبی کریم ﷺ

☆☆☆☆

عبادات و ریاضات کرنے کی باتیں

تلاوت قرآن

طالب علمی کے زمانے سے گذر کر جب حضور غوث الاعظمؒ زندگی کے میدان عمل میں آئے اور آپؒ نے قاضی ابو سعید مبارک مخزومیؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو روحانی دنیا میں بھی آپ روز بروز ترقی کرنے لگے۔ قربت الٰہی کے حصول کے لیے مجاہدوں میں اضافہ ہونے لگا۔ نیند سے قطع تعلقی آپ نے معمول بنالیا۔ ایک دن آپؒ رات کی تاریکی میں کسی کام کی غرض سے چھت پر چڑھ رہے تھے۔ ابھی چند ہی سیڑھیاں چڑھے تھے کہ نفس نے کہا ''اے عبدالقادر! اتنا عرصہ ہو گیا ہے آج تو ایک گھڑی کے لیے سو کیوں نہیں لیتا'' نفس کا یہ کہنا ہی تھا کہ آپؒ وہیں کھڑے ہو گئے اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی اور اسی حالت میں پورا قرآن مجید ختم کر دیا۔

پندرہ سال تک ختم قرآن کا معمول

قرآن مجید تو آپؒ نے بچپن میں ہی حفظ کر لیا تھا۔ اب طالب علمی دور بھی گذر چکا تھا۔ بغداد کے ماہرین علوم وفنون سے بھی خوب استفادہ کر کے روحانی دنیا میں قدم رکھا تو قرآن مجید سے لگاؤ اور عبادت میں مشغولیت اور بڑھتی گئی۔ آپؒ کا پندرہ سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن مجید ختم کرنے کا معمول رہا ہے۔ آپؒ رات کو قرآن مجید اس حال میں شروع کرتے اور صبح

تک قرآن مجید ختم کر دیتے۔ (سبحان اللہ)

چالیس سال عشاء کی نماز

حدیث قدسی میں ملتا ہے کہ ”اے میرے بندو! تم نوافل اور سجدوں سے میری قربت حاصل کرو“ تمام اولیاء اللہ کا یہی معمول رہا ہے اور حقیقت میں عارفین کے نزدیک نماز اور خصوصاً سجدے رب کی قربت حاصل کرنے کا خاص الخاص وسیلہ ہیں۔ اکثر اولیاء اکرام کے تو وصال بھی سجدوں کی حالت اور عبادات کی مختلف صورتوں میں ہوئے۔ حضور سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا چالیس سال تک متواتر یہ معمول رہا کہ آپؒ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عارفین کے پہلو رات ہو یا دن اپنے بستروں سے الگ رہتے ہیں اور ہمہ وقت ان کے جسم اور دل یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ (ان فضائل و عبادات کو شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادیؒ نے ذکر فرمایا ہے)۔

شیطانوں سے جنگ

حضور غوث الاعظمؒ عبادت و ریاضت کے لیے شہر سے باہر دور جنگلوں میں نکل جاتے اور کئی دن برہنہ پا وہاں ہی گھومتے حق کی صدائیں بلند کرتے۔ پھر بیعت کے بعد تو آپ کا حال یہ تھا کہ آپؒ کا زیادہ وقت تو شہر بغداد سے باہر ہی گزرتا۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

”جب میں بغداد شہر سے باہر ویرانوں میں ہوتا تو شیاطین انسانی شکلوں میں میرے پاس آتے اور وہ اس وقت ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہوتے۔ وہ صرف مجھ سے جنگ کرنے کی غرض سے آتے۔ اکثر اوقات ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے ہوتے وہ مجھ پر برساتے۔ میں ان سے جنگ کرتا۔ اللہ تعالیٰ میرے دل میں ان کے مقابلے کی ہمت پیدا کر دیتا۔ میں ہر قدم پر ثابت

قدمی کا مظاہرہ کرتا جب کبھی میں ہمت ہارتا اور تھک جاتا تو ہاتف غیبی سے ندا آتی۔

''اے عبدالقادر! اٹھو اور ان کا مقابلہ کرو'' پھر جب میں اٹھتا تو وہ فرار ہو جاتے

ابلیس انسانی شکل میں

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں ''ویرانوں میں جب میں عبادت کیا کرتا تو شیاطین اور خبیث طبیعت جن میرے پاس آتے اور کئی شکلوں میں مجھے ڈرانے کی کوشش کرتے اور کہتے یہ جگہ ہماری ہے تم اسے چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔ پھر میں نے لاحول ولاقوۃ کا ورد کرتا تو وہ چیختے اور روتے ہوئے بھاگتے'' میرے پاس ایک شخص آیا جو کہ نہایت بدشکل تھا وہ کہنے لگا ''میں ابلیس ہوں'' آپؒ نے مجھے اور میرے گروہ کو کافی تنگ کیا ہے''

آپؒ فرماتے ہیں ''میں نے اس سے کہا تو یہاں سے دور چلا جا۔ پھر اچانک ایک غیبی ہاتھ نمودار ہوا تو میں نے اس کے سر پر ضربیں ماری تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر کچھ دیر گزری تو ایک اور ہاتھ نمودار ہوا اس میں آگ کے شعلے تھے یہ ہاتھ ابلیس کا تھا وہ مجھ سے جنگ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اسی وقت ایک نقاب پوش گھڑ سوار آیا اور اس نے مجھے تلوار دی۔ جب ابلیس نے میرے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو وہ الٹے قدم بھاگا''

(یہ واقعہ حضرت شیخ صیرفیؒ سے منقول ہے)

شیطان کے وار ناکام ہو گئے

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ ایک صحرا میں عبادت کر رہے تھے۔ جہاں پانی کا ذرا بھی نام ونشان نہ تھا اور کئی دن فاقے میں گذر گئے تھے گو سخت مجاہدات سے آپؒ اپنے نفس کو ان معمولات کا عادی بنا چکے تھے لیکن صحرا کی گرمی بھی آپ کو بار بار آزما رہی تھی۔ ایک دن پیاس نے

آپ کو خوب نڈھال کیا تو اسی حال میں اپنے رب کریم عزوجل کو پکارتے پکارتے صحرا کی ریت پر لیٹ گئے۔ آپ کی اس حالت کو کچھ زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ مالک وخالق حقیقی کے حکم سے چند بادل آئے جن سے بارش کی بوندیں برسیں اور آپؒ نے اپنے آپ کو سیراب کیا۔

آپؒ فرماتے ہیں ''اس معاملہ کے بعد میں نے دیکھا کہ آسمان پر ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے آسمان کا ایک کنارہ روشن ہو جاتا ہے۔ پھر اس نور سے ایک شکل نمودار ہوئی جس نے مجھے پکارا اور کہا ''اے عبدالقادرؒ میں تیرا رب ہوں اور تیرے اوپر تمام حرام اشیاء کو حلال کرتا ہوں'' آپ فرماتے ہیں ''میں نے یہ سنتے ہیں اعوذ باللہ (تعوذ) پڑھنا شروع کردی۔ جس سے وہ نور غائب ہو گیا اور میرے دیکھتے دیکھتے اس نور نے دھوئیں کی شکل اختیار کر لی اور کہنے لگا ''اے عبدالقادر جیلانی! تم نے اپنے علم سے مجھ سے نجات پالی ورنہ میں اس طرح ستر اہلِ طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں'' تو آپؒ نے فرمایا

''جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ میرے رب کے فضل نے بچایا ہے'' شیطان نے آخری وار میں آپ کو آپ کے علمی مرتبہ پر تکبر میں لانا چاہا لیکن ناکام ہو گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو سخت ناپسند کرتا ہے۔

حدیثِ مبارکہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تکبر اللہ کی چادر ہے اور جو اسے کھینچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اس سے جنگ کرتا ہے''

شریعت ہی روحانیت ہے

حضور غوث الاعظمؒ سے لوگوں نے پوچھا ''آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ شیطان تھا'' تو

آپ ؒ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کسی کو بھی بری چیز کا حکم نہیں دیتے اور جو چیز شریعت محمدی ﷺ میں حرام ہے وہ میرے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے'' (اس واقعے کو آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ ؒ نے بیان کیا ہے)۔

آپ ؒ کے اس قول مبارک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت کو چھوڑ کر اگر کوئی اپنی ولایت کا دعویٰ کرے یا ولایت حاصل کرنا چاہے تو یہ ناممکن ہے اور پیر کے لیے سب سے پہلی شرط ہی باشرع ہونا ہے کیونکہ پیر کا مطلب ہے دانا رہنمائی کرنے والا اور وہ شخص جو خود خلاف شرع کام کرے بھلا وہ کس طرح حق کے راستے پر لوگوں کا کامل رہنما بن سکتا ہے۔ آج تک جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں وہ سب کے سب باشرع تھے۔

برج عجمی میں عبادت اور نفس کی جنگ

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظم ؒ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ''میں گیارہ سال برج عجمی میں رہا اور وہاں رہ کر اپنے کرم رب عزوجل کی عبادت کرتا رہا اور میرے وہاں رہنے کی وجہ سے لوگ اسے عجمی برج کہنے لگے۔ میں ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا اور میں نے اپنے رب کریم عزوجل سے عہد کیا ہوا تھا کہ جب تک تو خود مجھے کھانا نہیں کھلائے گا میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔

چنانچہ ایک مرتبہ چالیس روز تک میں نے کچھ نہ کھایا چونکہ اپنے کریم رب عزوجل سے وعدہ کر چکا تھا۔ چالیس روز کے بعد ایک شخص آیا اور وہ وہاں کھانا رکھ کر چلا گیا۔ اس وقت میرے بدن کی کیفیت یہ تھی کہ میرا انگ انگ بھوک و پیاس کی وجہ سے ترس رہا تھا لیکن میں نے کچھ نہ کھایا فقط اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے۔ اسی وقت میں نے سنا کہ میرے بدن سے (میرے اندر سے) الجوع الجوع کی آوازیں ہیں (الجوع۔ بھوک)۔ اسی وقت میرے پیر و مرشد حضرت قاضی ابو

سعید مبارک مخزومیؒ میرے پاس تشریف لائے تو پوچھا یہ آوازیں کس چیز کی ہیں۔ میں نے عرض کیا ''حضور یہ نفس کے ساتھ جنگ کررہا ہوں نفس کی آواز ہے لیکن روح اپنے مشاہدات وعبادات میں مگن ہے'' اس کے بعد آپؒ نے مجھے فرمایا ''چلو گھر چلو'' اور خود یہ کہہ کر چلے گئے لیکن میں وہاں سے نہ اٹھا کیونکہ میں نے اپنے نفس کی بات نہ مانی تھی اور وہ بھوک مٹانا چاہتا تھا۔ عین اسی وقت حضرت خضرؑ تشریف لائے فرمایا ''اٹھو ابو سعید کے پاس جاؤ'' چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ابو سعید کی طرف چل دیا جب قاضی ابو سعید مبارک مخزومیؒ کے گھر پر پہنچا تو دیکھا کہ آپؒ میرا ہی انتظار کررہے تھے فرمایا ''اے عبدالقادر! کیا میرا کہنا کافی نہ تھا جو خضرؑ کو کہنے کی ضرورت پڑی'' اس بات پر میں شرمندہ ہوگیا۔ پھر قاضیؒ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا کھلایا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہوگیا۔ (یہ واقعہ حضرت شیخ ابو العباسؒ نے بیان کیا ہے)۔

بغداد شریف سے دوری کا قصہ

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں ''میں نے مجاہدات کا آغاز کیا تو میں جنگلوں اور ویرانوں میں دن رات گزارنے لگا مجھے آندھی مینہ، بارش، طوفان، تند ہوائیں سرد ہو یا گرم کسی کی کچھ پرواہ نہ ہوتی میں برہنہ پا جنگلوں میں گھوما کرتا۔ اکثر میرے پاؤں کانٹوں کی وجہ سے سوجھ جاتے اور کئی دفعہ میں اپنے آپ سے بے خبر ہوجاتا اور مجھے اپنا آپ معلوم نہ ہوتا۔ پھر جب مجھے ہوش آتا تو میں اپنے آپ کو دور دراز علاقوں میں پاتا۔ ایک مرتبہ مجھ پر یہی کیفیت طاری ہوگئی تو میں بھاگتا رہا اور بہت دور نکل گیا پھر جب ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو بغداد شہر سے بارہ دن کی مسافت جتنا دور پایا۔

میں خود اپنی اس حالت پر متعجب تھا کہ میرے پاس سے ایک عورت گزری اور کہنے لگی ''شیخ عبدالقادر ہوکر اپنی حالت پر تعجب کرتے ہو''۔ (اس بات کو حضرت شیخ ابو القاسم مسعودؒ نے

بیان فرمایا ہے)

حضرت خضر علیہ السلام سے وعدہ

حضور غوث الاعظم ؒ نے فرمایا ''میں پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں تنہا گھومتا پھرتا نہ لوگ مجھے جانتے اور نہ میں لوگوں کو جاننے کی کوشش کرتا۔ اس دوران میرے پاس بہت سے جنات اور رجال الغیب آتے جنھیں میں شریعت مطہرہ کی تعلیم دیتا۔

ابتداءً جب میں عراق میں داخل ہوا تو حضرت خضرؑ میرے پاس آئے اور اس وقت میں خضرؑ کو نہیں جانتا تھا البتہ مجھے اتنا محسوس ہو چکا تھا کہ یہ شخص رجال الغیب سے ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا ''اے عبدالقادر! کیا تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میں نے کہا جی ہاں تو حضرت خضرؑ نے کہا ''اگر تمھاری یہ ہی خواہش ہے تو میرے ساتھ وعدہ کرو میرے کسی کام کی خلاف ورزی نہیں کرو گے اور جو میں کہوں گا وہی کرو گے'' حضرت خضرؑ کی اس بات پر میں نے ان سے وعدہ کرلیا۔ اب ایک مرتبہ انھوں نے مجھے ایک جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا تو میں تین سال تک اسی جگہ پر بیٹھا رہا پھر جب حضرت خضرؑ آئے تو میرے پاس کچھ لمحہ بیٹھے اور پھر مجھے یہ کہہ کر چلے گئے کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تو یہی بیٹھا رہ۔ اس کے بعد ایک سال تک میں وہی رہا۔ پھر آپؑ تشریف لائے اور کچھ لمحہ گزار کر یہی حکم دے کر چلے گئے اب جب تیسری مرتبہ آپؑ واپس آئے تو مجھے کہا ''اے عبدالقادر! تو نے خوب اپنا وعدہ پورا کیا'' اس مرتبہ آپؑ اپنے ساتھ روٹی اور دودھ لے کر آئے تھے۔ پھر مجھے اپنا تعارف کروایا کہ میں خضر ہوں اس کے بعد ہم نے مل کر وہ دودھ اور روٹی کھائی۔ اس وقت میں نے پایا کہ میری تمام نفسانی خواہشات جو مجھ سے پرزور جنگ کیا کرتی تھیں آج میں ان سب پر غالب آچکا ہوں۔ (اس واقعہ کو حضرت شیخ ابوالمسعود احمد بن ابی بکر حریمیؒ نے بیان کیا ہے)۔

درس و تدریس کے زمانے کی باتیں
فیض نبوی ﷺ و فیض علی رضی اللہ عنہ

حضور غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی منگل کے دن 16 شوال 521ھ میں ظہر سے پہلے زیارت کی۔ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے ارشاد فرمایا "اے میرے بیٹے! تم وعظ و نصیحت کیا کرو" میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی جناب میں عرض کیا "میرے والد بزرگوار! میں عجمی ہوں اور علمائے بغداد کے سامنے تقریر کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔ عربی تو ان کی زبان ہے اور وہ فصیح اللسان ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہی ایسا نہ ہو کہ ان کے فصیح و بلیغ لوگ مجھے اس بات کا طعنہ دے دیں کہ تم اولاد نبی ہونے کے باوجود عربی زبان کی باریکیوں سے آشنا نہیں"۔

میری اس عرض پر نبی کریم ﷺ نے مجھے منہ کھولنے کا حکم دیا پھر میں نے حکم کی تعمیل کی تو آپ ﷺ نے کچھ پڑھ کر دم کیا اور سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور فرمایا "بیٹا! اب تم وعظ کرو اور لوگوں کو حق کی دعوت دو" پھر میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور مسجد میں بیٹھا تھا لوگوں کی ایک کثیر تعداد میرے پاس موجود تھی میں کچھ مرعوب سا ہو گیا۔ اس وقت حضرت علیؓ میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میں منبر پر بیٹھا تھا۔ میرے دل میں علم و عرفان کے سمندر موجزن تھے۔ بحر تخیل میں ہلچل مچی تھی کہ لوگوں کے لیے کچھ خطاب کروں لیکن کیفیت بھی

عجیب سی تھی تو حضرت علیؓ نے میرے منہ پر چھ مرتبہ دم کیا اور چھ مرتبہ اپنا لعاب مبارک میرے منہ میں ڈالا اور مجھے فرمایا ''اے بیٹے! اب تم وعظ کرنا شروع کرو'' میں نے عرض کی ''آپؓ نے چھ مرتبہ ایسا کیوں کیا'' تو آپؓ نے فرمایا ''میں حضور نبی کریم ﷺ کا ادب کرتا ہوں''

اس کے بعد میں نے وعظ کرنا شروع کیا میرا ہر ہر لفظ لوگوں کے بصیرت وبصارت کے کانوں سے جا ٹکراتا۔ پھر ہر آنکھ اپنے خالق حقیقی کی جناب میں اشکبار ہوئی۔ فاسد اعمال وعقائد والے لوگ ایمان کی حلاوت سے متاثر ہو کر اپنے قبلے درست کرتے ہر دل یادِ الٰہی میں جھوما کرتا۔ ہر زبان ذکر الٰہی سے تر ہو جایا کرتی۔ دور دور سے لوگ میرا وعظ سننے کے لیے آیا کرتے۔ نفرتوں والے دل محبتوں کے سوداگر بن کر جایا کرتے۔ ظالم لوگ عادلوں کا لقب پایا کرتے۔ اس طرح میری ہر بات پر لوگ عمل کرتے۔ پھر یہ شہر بغداد تک ہی محدود نہ رہا بلکہ دور دور سے لوگ میرے پاس آئے۔ ہزاروں کے قافلے میرے وعظ کے لیے دور دور سے سفر کر کے آیا کرتے۔ (اس واقعہ کو جید اسناد کے ساتھ فقیہ ابوالفتح نصر اللہ بن القاسمؒ نے بیان کیا ہے)۔

خلعت کی عطاء

حضور سیدنا غوث اعظمؒ فرماتے ہیں ''ایک مرتبہ میں منبر پر بیٹھا تھا تا کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد میرے سامنے تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰؑ سے دریافت فرمایا ''اے موسیٰؑ! کیا آپ کی امت میں بھی ایسا کوئی شخص ہے؟''

اس پر حضرت موسیٰؑ نے نفی میں جواب دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے خلعت خاص سے نوازا جس سے میرے علم وعرفان میں اور اضافہ ہو گیا اور مجھے اس خلعت مبارک سے

بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔

دعا سے فوراً بارش کا رکنا

ایک مرتبہ حضور سیدنا غوث الاعظم ؒ مجلس وعظ منعقد کیے ہوئے تھے۔ بے شمار لوگ دور دور سے آپ کا وعظ سننے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ دوران وعظ آسمان پر اچانک بادل نمودار ہوئے اور بارش ہونے لگی اس سے پہلے کے ہجوم میں کھلبلی مچ جاتی آپ ؒ نے دعا کیلیے ہاتھ بلند کیے اور بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کرنے لگے ''یا الٰہی! میں تیرے لیے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انھیں منتشر کر رہا ہے'' آپ ؒ نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ بارش فوراً رک گئی۔

سو فقیہہ بے ہوش ہوگئے

حضور غوث الاعظم ؒ نے جب وعظ کثرت سے کرنا شروع کیا تو آپ کی شہرت کے چرچے دور دور تک ہونے لگے ہر وہ شخص جس نے ایک مرتبہ بھی آپ کی مجلس میں شرکت کی ہوتی وہ آپ کے گیت گاتا نظر آتا۔ یہ بات حاسدین کو بہت گراں گزرتی۔ ایک مرتبہ سو فقیہوں نے ملکر آپ ؒ کے علم کا امتحان لینے کا ارادہ باندھا۔ جب فقیہہ اس غرض سے آپ کی مجلس میں پہنچے آپ ؒ نے ان کی آمد کے بعد سر جھکا لیا۔ اس وقت آپ ؒ کے سینہ مبارک سے ایک نور ظاہر ہوا جس کا مشاہدہ اہل کشف نے کیا۔ پھر وہ نوران سو فقہاء کے سینوں سے گزرتا چلا گیا۔ جس کی وجہ سے ان پر خوف دہراس کی عجب کیفیت طاری ہوتی گئی۔ ہر ایک چیخیں مارنے لگا اور اپنے کپڑے پھاڑنے لگا اور جب انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور ہوش میں آئے تو سب نے آپ کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور معافی مانگنے لگے۔

اس دوران اہل محفل نے اتنی زوردار چیخ ماری کہ سارا بغداد شہر ایک دفعہ لرز اٹھا۔ اس

کے بعد حضرت غوث الاعظمؒ آگے بڑھے اور ان میں سے ہر ایک کو اٹھاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے یہ ہے تمھارے سوالوں کا جواب یہ ہے تمھارے سوالوں کا جواب بلکہ سوال بھی بتاتے اور جواب بھی خود ہی ارشاد فرماتے۔ کسی عارف نے یہ بات درست فرمائی ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبانیں سنبھال کر اور اولیاء کی محفل میں بیٹھو تو دل اور زبان دونوں سنبھال کر بیٹھو کیونکہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں وہ اتنے مقبول ہو چکے ہوتے ہیں کہ اللہ نے ان کو مخلوق کے دل تھما دیئے ہوتے ہیں اور وہ ہر آدمی کے ظاہر و باطن کا خوب مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کی صحبت بھی فائدے سے خالی نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق ایک عارف نے کہا۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

ترجمہ: اچھوں کی صحبت تمھیں اچھا کر دے گی اور بروں کی صحبت تمھیں برا کر دے گی۔

ظاھری و باطنی علوم کے معلم

حضور غوث الاعظمؒ نے ۴۹۶ ہجری میں اپنی تعلیم مکمل کر لی تھی پھر پچیس سال مجاہدات کے بعد واپس بغداد تشریف لائے تو آپؒ نے اپنے شیخ حضرت ابوسعید مبارک مخزومیؒ کے مدرسہ میں تدریسی فرائض سرانجام دینا شروع کیے۔ حضور غوث اعظمؒ اس مدرسہ میں صرف ظاہری علوم کے ہی معلم نہ تھے بلکہ باطنی علوم کے معلم بھی تھے۔ لوگ آپؒ سے اپنے روحانی مسائل ذکر کرتے۔ آپ ان کے ہر قسم کے مسائل کو حل کرتے۔ آپ کی تدریس کا چرچا روز بروز بڑھنے لگا۔ اور ملک کے دور دراز کونوں سے طلباء سفر کر کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ ظاہری و باطنی علوم کے علاوہ آپؒ دارالعلوم میں مفتی کے مسند پر بھی فائز تھے اور نہ صرف بغداد بلکہ دور دراز کے علماء مفتی اور حکماء بھی آپ کے علم سے متاثر تھے۔ ہر کوئی آپ کی عظمت ظاہرہ و باہرہ کو دل و جان سے

تسلیم کرتا۔ دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ کی محنت خوب رنگ لائی اور دور ونزدیک کے طلباء کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی کہ مدرسہ کی عمارت کم پڑ گئی۔

وہ لوگ جو پہلے پہل آپ کی مخالفت میں سرگوشاں نظر آتے تھے اب وہ بھی آپ کے شیدائی ہوگئے۔ جب مدرسہ کے انتظامات بہت وسیع ہوگئے تو بہت سے لوگ معاملات میں آپ کا ہاتھ بٹانے لگے۔ طلباء کی تعداد کے پیش نظر اردگرد کے مکانات خرید کر مدرسہ کی عمارت میں شامل کردیئے گئے اس طرح آہستہ آہستہ مدرسہ کی تعمیر وتوسیع کا کام جاری رہا۔ 528ہجری میں مدرسہ نظامیہ کی عمارت میں کافی وسعت پیدا کی جاچکی تھی عمارت کی تعمیر وتوسیع کے کام میں آپؒ خود ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرتے۔ عمارت کی توسیع کے بعد مدرسہ میں منعقد ہونے والی جماعتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ تفسیر قرآن، حدیث مبارکہ اور فقہ اختلاف ائمہ اکرام اور ان کے دلائل اور یہ تینوں جماعتیں آپؒ خود لیتے۔ اس کے علاوہ صرف نحو اور دیگر علوم کی ابتدائی جماعتیں بہت سے دیگر معلمین سے فیض اکتساب کرتیں۔

حضرت شیخ محمد بن الحسینی موصلیؒ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور غوث الاعظمؒ تیرہ علوم پر بحث کیا کرتے تھے۔

مجلس وعظ کی کیفیت

حضور غوث الاعظمؒ کی مجلس وعظ ہفتہ میں تین دن منعقد ہوتی۔ لوگ دور دور سے قافلوں کی صورت میں آپ کا وعظ سننے کے لیے آتے پھر صرف یہ ہی نہیں کہ آپ کی مجلس وعظ میں صرف عام انسان شریک ہوتے بلکہ عام انسانوں کے علاوہ بہت بڑے بڑے حکماء و علماء فقہاء قطب، ابدال اور اولیاء اللہ اور جنات اور رجال الغیب بھی شریک ہوتے۔ جب حضور غوث الاعظمؒ منبر شریف پر تشریف فرما ہوجاتے تو کسی کو کلام کرنے کی جرأت تک نہ ہوتی۔ تھوکنا یا ادھر ادھر دیکھنا

بالکل محال ہوتا۔ آپؒ کی مجلس وعظ میں بڑے بڑے پیشہ ور ڈاکو بھی آتے۔ اگر کبھی مجلس کے باہر سے گزرتے ہوئے کوئی شرابی کوئی فاسق و فاجر ایک مرتبہ آپ کی آواز سن لیتا پھر وہ آپ کا ہی ہو جاتا اور اس کی توبہ کا پروانہ قبولیت کے ساتھ کاتب تقدیر لکھ دیتے۔ بڑے بڑے فاسق آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے حضور غوث الاعظمؒ نہ صرف کلام سے بات کرتے بلکہ نگاہ فیض کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔ حاضرین محفل میں سے کئی گناہ گار لوگ آپ کے سحر بیان کی وجہ سے پھوٹ پھوٹ روتے کئی لوگ بے ہوش ہو جاتے بلکہ اکثر روایات میں ملتا ہے کہ کئی لوگ وہی جان دے بیٹھتے۔ حضور غوث الاعظمؒ کی مجلس وعظ میں شرکت کرنے والا کوئی شخص بھی ظاہری و روحانی فیض حاصل کیے بغیر نہ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ستر ہزار افراد ایک وقت میں آپ کی مجلس میں بھی پائے گئے اس کے علاوہ فرشتے بھی آتے۔ آپ کا وعظ سن کر لوگوں پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوتی کہ وہ اپنے گریبان چاک کرتے نظر آتے۔ آپ کی کوئی بھی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود و نصاریٰ کی ایک بڑی جماعت آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول نہ کرتی۔ اللہ رب العزت کا ذکر ہوتا تو اس میں اتنی مٹھاس پائی جاتی کہ عوام جھومتی نظر آتی۔ خوف الٰہی کا ذکر ہوتا تو رونے والوں کی آوازوں سے شہر بغداد لرز اٹھتا۔ ان کے چہروں کی رنگت فق پڑ جاتی۔ آیات کے معانی بیان کرتے تو سامعین پر لرزہ طاری ہو جاتا۔

آپ کے صاحبزادے کا اعتراف

حضور غوث الاعظمؒ کے صاحبزادوں میں حضرت سید عبدالوہابؒ کا نام بھی مشہور ہے۔ آپ ان سے بہت پیار کرتے تھے۔ عبدالوہابؒ بھی اپنے والد گرامی کی طرح بہت سے علوم حاصل کرنے کے خواہشمند تھے اور آپؒ نے ایسا کیا بھی۔ پھر سیاحت پر نکلے یہ واقعہ آپ کی واپسی کا ہے۔ سیر و سیاحت سے واپس آ کر ایک دن آپؒ نے اپنے ابا جان حضور غوث الاعظمؒ کی بارگاہ

میں عرض کیا ''ابا جان! میرا دل چاہتا ہے کہ میں نے جو علوم حاصل کیے ہیں ان کو لوگوں کے سامنے بیان کروں یعنی وعظ کروں اور اس کے لیے آپ کی اجازت چاہیے''

چنانچہ آپؒ کو اجازت مل گئی اور آپ منبر پر بیٹھ گئے اور آپ کو جو علوم اللہ رب العزت نے عطا فرمائے تھے ان میں سے وعظ کرنے لگے۔ آپؒ خود فرماتے ہیں ''اس وقت مجلس میں میرے ابا جان بھی تشریف فرما تھے اور میں بڑے جوش وخروش میں عالمانہ محققانہ انداز میں خطاب کر رہا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ میری گفتگو کا لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہو رہا نہ تو کسی کے آنسو نکل رہے ہیں نہ ہی کسی کے دل پر رقت طاری ہو رہی ہے۔ پھر مجلس میں سے چند لوگوں نے ابا حضورؒ کی بارگاہ میں اصرار کیا کہ وہ خود وعظ فرمائیں چنانچہ میں منبر سے اتر گیا۔

حضور غوث الاعظمؒ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپؒ نے ابھی ایک چھوٹی سی بات ہی کی کہ لوگوں پر رقت طاری ہو گئی پھر جب آپؒ وعظ کر چکے تو میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''ابا جان! میں نے خوب فصاحت و بلاغت اور حقائق سے پر قسم کا وعظ کیا لیکن لوگوں پر ذرا بھی اثر نہ ہوا جبکہ آپؒ نے منبر پر تشریف فرما ہوتے ہی ایک چھوٹی سی بات کی اور لوگوں کے دلوں پر رقت طاری ہو گئی اس کی کیا وجہ ہے''

سید عبدالوہابؒ فرماتے ہیں ''میرے ابا جانؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا! بیٹا تم نے اپنی علمی قابلیت اور سفر پر ناز کیا تھا۔ اس کے بعد آپؒ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کی اور فرمایا' بیٹا! کیا تم نے آسمان تک کی سیر کر لی ہے؟''

گفتگو میں تاثیر کی وجہ

حضرت عبدالوہابؒ فرماتے ہیں کہ سیاحت سے اور علوم حاصل کرنے کے بعد میں اکثر اوقات اپنے والد گرامی حضور غوث الاعظمؒ کے منبر شریف پر بیٹھ کر وعظ کیا کرتا۔ لیکن میرے

وعظ کا اثر لوگوں پر کم ہی ہوتا اور میں منبر پر بیٹھے بیٹھے جان لیتا کہ میرے وعظ کو کتنے لوگوں نے غور سے سنا۔ لیکن میرے والد محترم ؒ وعظ کے لیے تشریف فرما ہوتے اور صرف اتنی گفتگو فرماتے۔

''نوجوانو! شجاعت ایک لمحہ کے لیے صبر کا نام ہے'' تو اتنی سی گفتگو سن کر ان کے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی۔ میں نے ایک مرتبہ آپ ؒ سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ ؒ نے فرمایا ''تم اپنے دل کی بات کرتے ہو اور میں دوسروں کے دل کی بات کرتا ہوں''

مجلس وعظ میں حضور ﷺ کی آمد

ایک مرتبہ معمول کے مطابق مجلس وعظ منعقد ہونا تھی لوگ دور و نزدیک سے بروقت پہنچنے کے لیے قافلوں اور چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں آ رہے تھے۔ مجلس خانہ لوگوں سے بھرا جا رہا تھا۔ اس دن مجلس وعظ میں سامعین کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ لوگ جب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور حضور غوث الاعظم ؒ کی آمد کا وقت ہوا آپ ؒ تشریف لائے اور منبر شریف پر بیٹھ گئے۔ اسی مجلس میں شیخ علی بن ہیتی ؒ بھی موجود تھے جو کہ حضور غوث الاعظم کے نامور اور خاص مرید تھے۔ حضور غوث الاعظم نے ابھی وعظ کا آغاز نہیں فرمایا تھا کہ شیخ علی بن ہیتی کو بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی اور وہ اونگھ لینے لگے کچھ لوگ آپس میں دھیمی دھیمی آواز میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ آپ ؒ نے لوگوں کو مخاطب فرما کر کہا ''خاموش ہو جاؤ'' آپ ؒ کا حکم سنتے ہی لوگ بالکل خاموش ہو گئے اور حاضرین محفل کی صرف سانسوں کی آواز آ رہی تھی۔ اس کے بعد حضور غوث الاعظم ؒ منبر سے نیچے تشریف لائے اور شیخ علی بن ہیتی ؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کر مودبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے اور ان کے چہرے پر اپنی نظریں جما دیں۔ لوگ یہ صورت حال دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد شیخ علی ؒ کی آنکھ کھل گئی تو حضور غوث الاعظم ؒ نے ان سے پوچھا ''کیا تم نے حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا ہے'' شیخ علی ؒ نے کہا ''جی ہاں معاملہ بالکل ایسے

ہی تھا'' حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ''میں سرکار مدینہ کی آمد پر صد ادب و احترام سے کھڑا تھا'' پھر فرمایا اور اچھا یہ بتاؤ حضور نبی کریم ﷺ نے تمھیں کیا نصیحت فرمائی''

شیخ علیؒ نے عرض کیا'' نبی کریم ﷺ نے مجھے اس بات کی نصیحت فرمائی کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر رہا کروں'' آپ کی بات سن کر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ''اے علی! جن کی تم نے خواب میں زیارت کی میں انھیں بیداری کی حالت میں دیکھ رہا تھا''

حضرت عیسیٰؑ کا حکم

شیخ عمر کیما نے بیان کیا ہے کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول نہ کیا ہو یا ڈاکو، قاتل اور بد اعتقاد لوگ ہدایت و فلاح کے زیور سے آراستہ نہ ہوئے ہوں۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک راہب آیا جس کا نام سنان تھا اور اس نے آپؒ کی دست حق پرست پر اسلام قبول کیا پھر اس نے مجلس وعظ میں تمام لوگوں کے سامنے یہ بات بیان کی کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں اور میں دین اسلام سے بہت متاثر ہوا۔ میرے دل میں اسلام قبول کرنے کا خیال پیدا ہوا پھر میں نے یہ ارادہ پختہ کرلیا کہ یمن میں جو شخص سب سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرونگا۔ بس میں انھی سوچوں میں محو تھا کہ نیند نے مجھے آلیا۔ میں نے خواب میں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا آپؑ نے مجھے حکم دیا'' سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین پر تمام لوگوں سے افضل ہیں'' پھر میں اب بغداد آیا اور اپنے نبی حضرت عیسیٰؑ کے حکم پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دولت اسلام سے مالا مال کردیا ہے۔

☆☆☆☆

پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام

شیخ عبداللہ جبائیؒ نے بیان کیا ''ایک مرتبہ میں حضور غوث الاعظمؒ کی صحبت میں موجود تھا کہ آپؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''اے عبداللہ جبائیؒ! میں بہت چاہتا ہوں کہ پہلے کی طرح بیابانوں اور ویرانوں میں چلا جاؤں نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں مخلوق کو دیکھوں۔ پہلے کی طرح تنہا اپنے رب کریم کی عبادت میں مشغول رہا کروں۔ مگر خدائے تعالیٰ کو مجھ سے خلق کو نفع پہنچانا منظور تھا کیونکہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ قطاع الطریق اور مفسد لوگوں نے توبہ کی۔

کوہِ قاف کے رؤساء کی آمد

شیخ ابوالغنائم بطلائحی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے وہاں چار اشخاص کو پایا جن کو اس سے قبل میں نے نہیں دیکھا تھا میں اپنی جگہ خاموشی سے کھڑا رہا پھر جب وہ چار اشخاص اٹھ کر چلے گئے تو آپؒ نے مجھ سے فرمایا'' جاؤ تم ان سے اپنے لیے کچھ دعائے خیر وغیرہ کراؤ'' پھر میں جلدی سے ان کے پاس گیا اور مدرسہ کے صحن میں ان سے ملا اور اپنے لیے دعا کی درخواست کی۔ تو ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا ''تمھارے لیے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدائے تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیاء کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے حکم کے تابعدار ہیں'' یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے۔ پھر میں نے انھیں نہیں دیکھا میں آپ کے پاس متعجب ہو کر واپس لوٹا تو اس سے پہلے کہ میں آپؒ سے کچھ بیان کرتا آپؒ نے خود ہی مجھ سے فرمایا جو کچھ انھوں نے تم سے کہا ہے میری حیات میں کسی کو اس کی خبر نہ دینا'' میں نے پوچھا یا حضرت یہ کون لوگ تھے؟ آپؒ نے فرمایا'' یہ لوگ کوہ

قاف کے روسا تھے اور اب یہ اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے ہیں رضی اللہ عنھم“

آپ کی کل مدت وعظ و نصیحت و معلومات

حضور غوث الاعظمؒ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہابؒ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم ہفتہ میں تین دفعہ وعظ فرمایا کرتے تھے اور ان میں سے دو دفعہ اپنے مدرسہ میں جمعہ کی صبح اور منگل کی شب کو اور ایک دفعہ اپنے مہمان خانہ میں بدھ کی صبح کو آپ کی مجلس وعظ میں علماء وفقہاء کی کثیر تعداد شرکت کرتی۔ آپؒ کے وعظ کی کل مدت تقریباً چالیس سال ہے جس کی ابتداء 521ھ ہے اور آپ کے درس وتدریس اور افتاء کی کل مدت ۳۳ سال ہے جس کی ابتداء ۵۲۸ھ اور انتہا ۵۶۱ھ ہے۔

آپ کی مجلس وعظ میں دو بھائی اکٹھے قرأت کرتے تھے اور کبھی کبھی مسعود ہاشمی بھی قرأت کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں آپ کی تقریر لکھنے کے لیے چارسو دواتیں ہوا کرتی تھیں۔ اکثر آپؒ اپنی مجلس میں تخت پر سے اٹھ کر لوگوں کے سروں پر سے ہوا میں چل کر جاتے اور پھر اپنے تخت پر واپس آجاتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قلائد الجواہر)۔

☆☆☆☆

اخلاق و عادات اور فضائل مبارکہ اوصاف حمیدہ

حضرت ابوعبداللہ محمد بغدادی، حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف، حافظ ابوسعید عبدالکریمؒ سے مروی ہے کہ حضور غوث الاعظمؒ رقیق القلب، شریں زبان، رحم دل، سخی، مہمان نواز، بامروت اور دیگر تمام اخلاقی عادات کے منبع تھے۔ آپؒ کی ذات بابرکات مجمع البرکات تھی اور آپؒ ہر قسم کے اوصاف حمیدہ سے مزین تھے

آنکھوں نے اس جیسا دیکھا ہی نہیں

شیخ معمر جراد کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے شیخ عبدالقادر جیسا خلیق وسیع حوصلہ رحم دل، پابند قول وقرار، بامروت وباوفا کسی کو نہیں دیکھا، باوجود آپ کی عظمت و بزرگی و فضیلتِ علمی کے چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور بڑوں کی تعظیم کرتے اور آپؒ انھیں سلام کیا کرتے۔ غرباء و فقراء کو اپنے پاس بٹھاتے ان سے عاجزی سے پیش آتے۔ امراء ورؤسا کی تعظیم کے لیے آپ کبھی کھڑے نہیں ہوئے اور نہ کبھی سلاطین وخلفاء وقت کے دروازے پر گئے۔

مفتی عراق کا بیان

مفتی عراق محی الدین ابوعبداللہ محمد بن حامد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانیؒ رقیق القلب اور نہایت درجہ کے خدا ترس، رعب دار اور مستجاب الدعوات شخص تھے۔ آپ کے چہرے سے مکارمِ اخلاق عیاں تھے آپ کا پسینہ خوشبودار تھا آپ برائی سے دور تھے۔ آپ مقبولِ بارگاہ الٰہی تھے جب کوئی محارم الٰہی کی بے حرمتی کرتا تو آپ نہایت سختی سے اس پر گرفت کرتے۔ آپؒ اپنے نفس کے لیے کبھی غصہ نہ کرتے اور نہ کبھی رضائے الٰہی کے سوا آپ کسی کی مدد کرتے۔ سائل کو آپ اپنا کپڑا ہی کیوں نہ دے دیتے مگر اسے آپ کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ توفیق وتائید الٰہی آپ کے ساتھ تھی۔ علم آپ کا مربی اور مذہب اور قرب الٰہی آپ کا اتالیق اور حضور آپ کا خزانہ اور معرفت آپ کا تعویذ اور کلام آپ کا مشیر اور نظر آپ کا سفیر اور انس آپ کا مصاحب اور بسط آپ کی جان اور راستی آپ کا علم اور فتوحات روحانی آپ کی پونجی اور حلم آپ کا پیشہ اور ذکر آپ کا وزیر اور فکر آپ کا فسانہ اور مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفا اور آداب شریعت آپ کا ظاہر اور اوصاف واسرارِ حقیقت آپ کا باطن تھا۔

روپے پیسے کا آنا جانا

حضرت شیخ عبداللہ جبائیؒ کا قول ہے کہ حضور غوث الاعظمؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک کھانا کھلانا اور حسن اخلاق افضل واعلیٰ ہیں۔ حضور غوث الاعظمؒ کے پاس روپیہ پیسہ کبھی بھی نہ ٹھہرتا تھا۔ اگر صبح کے وقت آپؒ کے پاس ایک ہزار دینار آجاتے تو شام تک وہ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر چکے ہوتے۔

روٹیوں کا تقسیم کرنا

حضرت شیخ ابوعبداللہ بن حسین بن ابی الفضلؒ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کے چند مرید تھے اور کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ وہ ہر سال اپنے پیرومرشد کے لیے گندم بویا کرتے

تھے اور پھر اسے جائز طریقہ سے کاشت کیا کرتے اور ہر روز اس میں سے چار پانچ روٹیاں پکا کر لاتے۔ جب حضور غوث الاعظمؒ انھیں ٹکڑے کر کے غرباء فقراء میں تقسیم کر دیا کرتے اور اگر کچھ بچ جاتا تو اپنے لیے رکھ لیتے ورنہ نہیں۔ مذکورہ بالا دونوں مثالیں آپ کی سخاوت عظیمہ کی دلیل ہیں۔

زمانہ طالب علمی میں سخاوت

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لیے سونے کا ٹکڑا بھیجا۔ جب آپؒ کو ملا تو آپ اسے چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹا کر ایوان کسریٰ کی طرف چل دیئے اور وہاں موجود ستر ولیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس میں سے جو اپنے لیے باقی رکھا تھا اس سے فقراء کے لیے کھانا خریدا اور ان کو اپنے ہاتھوں سے کھلا دیا اور اس وقت آپؒ نے کھانے کی دعوت کا اعلان عام کیا تھا۔

فقیر کا سوال رد نہ کرو

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ اپنی مسند شریف پر تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک فقیر آیا اور اس نے آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا۔ آپؒ نے اس کی دلی کیفیت کو کشف سے جان لیا اور محبت شفقت بھرے انداز میں پوچھا ''بھلا تم کیوں پریشان حال ہو'' وہ کہنے لگا ''حضور میں نے دریا پار جانے کے لیے ملاح کو کہا تو اس نے کہا دینار کے بغیر نہیں لے کر جاؤں گا اور میرے پاس کچھ نہیں ہے'' آپؒ نے فرمایا ''یہ بھی کوئی پریشان ہونے کی بات ہے'' اس فقیر کی بات ابھی جاری تھی کہ آپؒ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور اس نے ۳۰ دینار آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپؒ نے وہ ۳۰ دینار اٹھا کر اس فقیر کو دے دیئے اور اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا پھر فرمایا ''ہماری طرف سے اس ملاح کو کہنا کہ کسی فقیر کا سوال رد نہ کیا کرے''۔

اخلاق عالیہ کا پیکر

حضرت شیخ معمر ابوالمظفر" فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث الاعظم" سے زیادہ درگزر کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ آپ" کی عطا کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک محفل میں چار سو چار سو لوگوں کو درجہ ولایت تک پہنچا دیتے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیواؤں کی حاجت روائی کرنا تو آپ کا عام معمول تھا۔ جب کسی بیمار کے متعلق پتہ چلتا تو فوراً عیادت کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور اکثر مرتبہ دیکھا فقراء کو آپ کے در سے سوال کیے بغیر ملتا۔

ادائیگی قرض کا قصہ

حضور غوث الاعظم" کے خادم حضرت شیخ عبداللطیف بن شیخ ابی نجات" سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ" کے ذمہ کچھ قرض واجب الادا تھا اور اس وقت حضور غوث الاعظم" کے پاس ظاہراً کوئی مال و متاع نظر نہ آتا تھا حال یہ تھا کہ قرض خواہ بھی مسلسل ادائیگی قرض کا تقاضا کر رہے تھے۔ اسی دن میں نے ایک شخص کو آپ کے پاس پایا۔ اس شخص کو اس سے قبل میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے حضور غوث الاعظم" سے طویل وقت گفتگو فرمائی اور بالکل آپ کے سامنے بیٹھا رہا۔ پھر جانے سے قبل اس نے ایک تھیلی نکالی جسے ہم نے بعد میں سونے سے لبالب پایا۔ آپ کو پیش کر کے وہ شخص وہاں سے غائب ہو گیا۔

میں حضور غوث الاعظم" کے حکم پر آپ" کی خدمت میں حاضر ہوا آپ" نے فرمایا اس سونے کو عام قرض خواہوں میں تقسیم فرما دو۔ میں نے عرض کی ''حضور! میں نے اس سے قبل اس شخص کو آپ کی خدمت میں نہیں پایا۔ یہ کون شخص تھا فرمایا'' یہ صرافِ قدر ہیں اللہ عزوجل کے دو فرشتے ہیں جو اولیاء اللہ کی مدد کرتے ہیں''

☆☆☆☆

مصلیٰ کے نیچے کثیر رقم

حضور غوث الاعظم ؒ کا طریقہ تھا کہ آپ ؒ اپنے مصلیٰ کے نیچے سے کبھی بھی کچھ نہ لیتے جو کچھ غیب سے آتا آپ ؒ اس کو خود ہاتھ نہ لگاتے۔ ہمیشہ خادموں سے کہتے جتنی رقم ضرورت ہے مصلیٰ کے نیچے سے نکال لو اور آپ ؒ کے اکثر خادموں سے روایت ہے کہ حضور غوث الاعظم ؒ کے مصلیٰ کے نیچے ہر وقت کثیر رقم موجود ہوتی۔

کھانا کھلانا پسندیدہ عادات

حضور غوث الاعظم ؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ کے دروازہ سے کوئی سائل خالی نہ جاتا۔ کھانا کھلانے میں آپ ؒ پیش پیش ہوتے۔ فقراء غرباء کو اپنے گھر سے کھانا کھلاتے۔ اگر کھانا کھلانے کے لیے رقم یا کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تو آپ ؒ اپنی قمیض اتار کر سائل کو دے دیتے تاکہ وہ اسے فروخت کر کے اپنی بھوک مٹا سکیں۔ آپ ؒ فرمایا کرتے تھے۔

''میں نے تمام اعمال کو پرکھا لیکن کھانا کھلانے سے بہترین عمل کوئی نہ پایا کاش میرے پاس اتنی قدرت ہوتی کہ میں سب بھوکوں کو کھانا کھلاتا''۔

شیخ عفیف الدین کا بیان

شیخ عفیف الدین ابو محمد عبداللہ ؒ حضور غوث الاعظم ؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ ؒ قطب الاولیاء شیخ الاسلام و شیخ المسلمین، قدوۃ السالکین والعارفین، منبع جود وسخا، واقف اسرارِ حقیقت وطریقت، پیکر شریعت دینی ودنیاوی علوم سے مزین تھے۔ آپ ؒ نے کل خلائق کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کی جانب ہجرت کی اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جانے کا بھرپور انتظام کیا۔ آپ ؒ آدابِ شریعت وطریقت کو بجالائے اور اپنے تمام اخلاق وعادات کو شریعت محمدی ﷺ کے تابع

کر دیا۔ ولایت کے تمام جھنڈے آپؒ کے لیے نصب کیے گئے اور اس میں آپؒ کے مراتب اعلیٰ و ارفع تھے۔ آپؒ کی بصیرت نے حقائق معارف کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا۔ مجلس وعظ آپؒ کی عظمت سے پر تھی۔ آپؒ نے حکمت و اسرار نکالے اور انھیں ظاہر کیا۔ آپؒ کے فیضان سے ایک عالم سیراب ہوا اور خلق خدا نے آپؒ کے ذریعے ہدایت پائی اور گناہوں سے تائب ہو کر اولیاء اللہ کی فہرست میں شامل ہوئے''۔

طالب علموں کی قسمت

حضور غوث الاعظمؒ طالب علموں سے بہت پیار کیا کرتے تھے وہ طالب علم جو آپؒ کی بارگاہ سے تعلیم حاصل کرتے تھے وہ قسمت کے دھنی تھے۔ آپؒ ان پر نہ صرف علوم کے ظاہر کو بلکہ ان کے باطن کو نمایاں کر دیتے تھے۔ لوگوں کو اکثر و بیشتر طلباء سے پیار اور ان کی خدمت کرنے کو کہتے۔ طلباء کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے۔ کند ذہن طلباء پر خصوصی توجہ دیتے۔ اکثر مرتبہ علماء کہتے ہیں ''ہم نے آپؒ کے پاس ایسے کند ذہ طلباء دیکھے کہ جن کو کوئی اور تعلیم دینے کے لیے تیار نہ ہوتا۔ آپؒ ان پر خوب شفقت فرماتے اور ان کے تعلیمی مراحل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ظاہری و باطنی طور پر ان کے معاون بنتے''

☆☆☆☆

فضائل حضور سیدنا غوث الاعظمؒ

شیخ ابو الوفاء کا بیان

حضرت شیخ ابوالوفاءؒ فرماتے ہیں ''مجھے رب حق کی قسم! حضور غوث الاعظمؒ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سر مبارک پر ایسا نور ہے جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہے اور آپؒ کا جھنڈا تا قیامت لہراتا رہے گا۔

شیخ احمد رفاعیؒ کا بیان

حضرت شیخ احمد رفاعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بائیں جانب بحر حقیقت اور دائیں جانب بحر شریعت ہے۔ وہ جہاں سے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

حافظ زین الدین بن رجب کا بیان

حافظ زین الدین بن رجبؒ ایک مشہور عالم دین گزرے ہیں آپؒ اپنی کتاب ''طبقات'' میں بیان کرتے ہیں ''حضور سیدنا غوث الاعظم'' شیخ الوقت تھے اور آپؒ اہل طریقت کے امام اور مشائخ کے بادشاہ ہیں اہلسنت والجماعت نے آپؒ سے بہت تقویت پائی اور اہل بدعت نے ذلت

اٹھائی“

مجدد الف ثانیؒ کا بیان

امام ربانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد خواجہ باقی باللہؒ فرمایا کرتے تھے ”حضور سیدنا غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ لوح محفوظ پر کسی کو تبدیلی کا حق نہیں ہے مگر مجھے یہ حق دیا گیا ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس میں تصرف کر سکتا ہوں۔ میں اس بات پر حیران ہوتا تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے میرے قلب میں اس کی حقیقت آشکارہ کردی“۔

حضرت ابونظرین عمر بغدادیؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میرے والد گرامی نے بذریعہ عمل جنات کو طلب کیا تو جنات نے آنے میں دیر کردی۔ والد گرامی نے ان سے پوچھا! تم نے آنے میں دیر کیوں کی؟ جنات کہنے لگے اس وقت ہم حضور غوث الاعظمؒ کی مجلس میں وعظ میں تھے اور جب ہم وہاں ہوتے ہیں آپؒ ہمیں اس وقت طلب نہ کیا کریں۔

میرے والد گرامی نے ان سے کہا ”کیا تم بھی ان کی محفل میں جاتے ہو؟“ تو وہ کہنے لگے ”جی ہاں بلکہ ہم تعداد میں آپ لوگوں سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں اور ہماری ایک کثیر تعداد نے حضور غوث الاعظمؒ کے دست حق پر توبہ کی ہے۔

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کا بیان

شیخ الشیوخ شہاب الدین سروردیؒ کا بیان مبارک ہے کہ مجھے چچا حضرت شیخ ابونجیب سہروردیؒ کے ہمراہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے پایا کہ میرے چچا آپؒ کی محفل میں حد درجہ خاموش رہتے اور یہ آپؒ کے حد درجہ کمال کی وجہ

سے تھا۔ بعد میں نے دریافت کیا" چچا جان! آپ حضور غوث الاعظمؒ رحمتہ اللہ علیہ کا اس قدر احترام کیوں کررہے تھے؟

میرے چچا جان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"میں اس ہستی کا احترام کیوں نہ کروں جسکو فرشتوں پر بھی تصرف حاصل ہے اوران کو میرے قلب پر ہی نہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ کے قلوب پر تصرف حاصل ہے۔ وہ جس کے احوال چاہیں سلب کرلیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں"۔

حضرت شیخ ابو مدین رحمتہ اللہ علیہ کا بیان

حضرت شیخ ابومدین رحمتہ اللہ علیہ سے زبدۃ الاثار میں منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات مسلسل تین سال تک حضرت خضر علیہ السلام سے ہوتی رہی ایک دن میں نے حضرت خضر سے غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

"وہ صدیقوں کے امام ہیں، عارفین کے لیے حجت ہیں اور معرفت میں روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اولیائے عظام میں کوئی بھی ان جیسا نہیں ہے۔ جس طرح انبیاء کرام میں کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسا نہیں ہے"۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا اپنا فرمان

قلائد الجواہر جو کہ سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت سے متعلق مستند کتاب ہے اس میں آپ کا اپنا قول نقل کیا گیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''سورج اس وقت تک طلوع نہیں ہوتا جب تک کہ مجھے سلام نہ کرے۔ اسی طرح ماہ، ایام، شب و روز مجھے ہر لمحہ کی خبر دیتے ہیں اور میرے سامنے نیک و بد کے احوال پیش کیے جاتے ہیں کہ میں علم خداوندی میں غوطہ زن ہوں اور نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے تم پر حجت ہوں۔ ہر ولی اللہ اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے چنانچہ میں بھی اپنے جد امجد حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہوں اور سوائے قدم نبوت کے میرا قدم آپ ﷺ کے قدم پر ہی ہوتا ہے۔ میں جنات اور ملائکہ کا بھی شیخ ہوں''۔

شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ کا بیان

شیخ المحد ثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

''تصوف کے جو راز و اسرار حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کو عطا ہوئے وہ کسی کو نہیں ملے۔ اگر کوئی قطب ہے تو آپؒ قطب الاقطاب ہیں اور اگر کوئی سلطان ہے تو آپؒ سلطان السلاطین ہیں آپؒ محی الدین ہیں اور دین اسلام کو زندہ کرنے والے ہیں''۔

سلطان العارفین سلطان باھوؒ کا بیان

باہوؒ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ روزانہ پانچ ہزار طالبین کو معرفت و مشاہدے میں اور روحانیت الی اللہ میں غرق کرتے ہیں اور انہیں مجلس محمد ﷺ میں داخلے کا شرف عطاء فرماتے ہیں''۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ کا بیان

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ''اللہ عزوجل نے حضور غوث الاعظمؒ کو

وہ قوت عطاء فرمائی تھی جو ہر دور و نزدیک کے لیے یکساں تھی اور آپؒ اپنے معاصرین اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے عظامؒ کے لیے حصول ولایت اور وصول فیض کا ذریعہ ہیں۔

حضرت شیخ ابوالحسن بغدادیؒ کا بیان

حضرت شیخ ابوالحسن بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں ہر روز سوچا کرتا اور یہ تمنا کیا کرتا کاش! مجھے موت قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے آئے۔ ایک دن جب میں رات کو سویا تو مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ایسا ہی ہوگا اور کیوں نہ ہو تمہارے مرشد عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں ''میں نے تین مرتبہ یہی خواب دیکھا'' صبح جب میں نے اپنے والد گرامی سے سارا خواب بیان کیا پھر میں اور میرے والد گرامی نے رخت سفر باندھا اور حضور غوث الاعظمؒ کی بارگاہ میں حاضری کی غرض سے چل دیئے۔ جب ہم حضور غوث الاعظمؒ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے۔ جب ہم دروازے میں داخل ہوئے تو آپؒ نے فرمایا ''جس کے رہنما حضور نبی کریم ﷺ ہوں اور جس کا مرشد پیر عبدالقادرؒ ہو اسے بھلا بزرگی کیونکر عطا نہ ہو؟''

پھر آپؒ نے کاغذ قلم دوات منگوائی مجھے اور میرے والد گرامی کو سند خلافت تحریر فرمائی۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن الھیتیؒ کا بیان

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن الھیتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں حضرت غوث الاعظمؒ

اور حضرت شیخ بقا بن مطورؒ کے ہمراہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اپنے مزار پاک سے باہر تشریف لائے اور حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کو اپنے گلے سے لگایا اور انہیں خلعت پہنائی اور فرمایا: اے عبدالقادر (رحمتہ اللہ علیہ) لو علم شریعت، علم طریقت، علم حال و علم فعل الرجال اور انہوں نے یہ سب علوم آپؒ کے سپرد کر دیئے۔

آپؒ کے متعلق یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ جب بھی اپنے مریدوں کے ہمراہ حضور غوث الاعظمؒ کے دیدار کا ارادہ کرتے اپنے مریدوں کو خصوصاً ظاہری و باطنی پاکیزگی کا حکم فرماتے اور یہ کہ وہ سب حضور غوث الاعظمؒ کی بارگاہ میں مؤدب رہیں جب کبھی اس کی وجہ دریافت فرمائی جاتی تو آپؒ فرماتے۔ "یہ وہ بارگاہ ہے جس کی غلامی پر مشائخ کو فخر ہوتا ہے"

حضور غوث الاعظمؒ کے اپنے فرامین

آپؒ نے اپنے متعلق فرمایا۔

☆ میرا ہر کام اللہ عزوجل کے حکم سے ہے اور اس میں میرے نفس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

☆ جب اللہ عزوجل مجھے اپنی قسم دیتا ہے میں تب کھاتا پیتا ہوں اور اس وقت تک کوئی کلام نہیں کرتا جب تک اللہ عزوجل مجھے اپنی قسم نہ دے میرا ہر فعل اذن اللہ ہے۔

☆ میری محفل میں کوئی ایسا ولی اللہ نہیں جو حاضر نہ ہوتا ہو۔ جو زندہ اجسام ہیں وہ اپنے اجسام کے ساتھ اور جو وصال پا چکے ہیں وہ اپنی ارواح کے ساتھ۔

☆ مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے مریدین کے نام درج تھے۔ میں نے اللہ عزوجل سے ان کی بابت دریافت کیا تو ندائے غیبی آئی کہ ہم نے سب کو بخش دیا۔

اس کے بعد میں نے دوزخ کے داروغہ سے پوچھا "کیا میرے کسی مرید کا نام تمہارے پاس موجود ہے۔" اس نے جواب دیا "نہیں"۔

☆ اللہ کی قسم میں اس وقت تک بارگاہ الٰہی میں پیش نہ ہوں گا جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہ چلے جائیں گے اور میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری فرماؤں گا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کا بیان

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں ''اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے سات نور تخلیق کیے جن میں سے ایک نور حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کا بھی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا بیان

حضور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؓ نہ صرف قطبیت وغوثیت کے مالک تھے بلکہ ان سے بھی بالاتر تھے اور آپؓ کو ہر شے ماسوائے اللہ عزوجل کے تصرف حاصل تھا اور آپؓ کے مقامات بلاشبہ ہر ولی سے بالاتر ہیں۔

☆☆☆☆

اولاد و ازواج

حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کی نسبت خاندان اولیاء سے ہے۔ آپؒ کے دادا، نانا، ابو اور امی رحمتہ اللہ علیہم ہی نہیں بلکہ پھوپھیاں بھی درجہ ولایت پر فائز تھیں۔ اس طرح آپؒ کی اولاد بھی ولایت کے مختلف درجات پر فائز رہی۔ کتب سیر کے مطابق یہ ملتا ہے کہ آپؒ نے چار شادیاں کیں تھیں۔

آپؒ کی ازواج کے نام یہ ہیں۔

1. حضرت سیدہ بی بی مدینہ رحمتہ اللہ علیہا
2. حضرت سیدہ بی بی صادقہ رحمتہ اللہ علیہا
3. حضرت سیدہ بی بی مومنہ رحمتہ اللہ علیہا
4. حضرت سیدہ بی بی محبوبہ رحمتہ اللہ علیہا

آپؒ کی تمام ازواج آپ کا بے حد ادب کرتیں تھیں۔ اور ہر ایک نے اپنی زندگی میں آپ کی خوب خدمت کی۔ آپؒ بھی اپنی ازواج سے خوب پیار کرتے اور ان کے جملہ حقوق کی ادائیگی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کوئی خطا نہ پائی گئی۔ اس طرح ازواج کے اور اولاد کے حقوق کے معاملہ میں بھی آپ کو خوب فرض شناس پایا گیا۔

ان چاروں ازواج سے اللہ خالق حقیقی نے آپ کو ستائیس بیٹے اور بائیس بیٹیاں

عطا کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹیاں اور بیٹے بھی درجہ ولایت پر فائز ہوئے اور ہر ایک نے اپنی زندگی آنے والے لوگوں کے لیے ایک کامل مثال بنا کر پیش کی۔

عمومی طور پر کتب سیر میں آپ ؒ کے دس بیٹوں اور چار بیٹیوں کا تذکرہ عام ملتا ہے

آپ ؒ کے بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1. حضرت شیخ سید عبدالوہاب ؒ
2. حضرت شیخ سید عیسیٰ ؒ
3. حضرت شیخ سید ابوبکر عبدالعزیز ؒ
4. حضرت شیخ سید عبدالرزاق ؒ
5. حضرت شیخ سید عبدالجبار ؒ
6. حضرت شیخ سید یحیی ؒ
7. حضرت شیخ سید ابراہیم ؒ
8. حضرت شیخ سید محمد ؒ
9. حضرت شیخ سید عبداللہ ؒ
10. حضرت شیخ سید موسیٰ ؒ

آپ ؒ کی بیٹیوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1. حضرت سیدہ خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا
2. حضرت سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا
3. حضرت سیدہ زہرہ رحمۃ اللہ علیہا
4. حضرت سدہ فاطمہ الثمینہ رحمۃ اللہ علیہا

آپ ؒ کی اولاد پاک کے بارے میں ''بہجۃ الاسرار'' میں بہت تفصیل سے ملتا ہے۔

مصنف امام ابوالحسن شطنوفیؒ نے اپنی اس تصنیف میں غوث الاعظمؒ کی اولاد میں سے درجہ ولایت پر فائز ہونے والوں کی کرامات اور حالات زندگی کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے۔ مختصر یہ کہ آپ رحمتہ اللہ کے وصال کے بعد آپ کی اولاد میں سے کچھ بیٹے برصغیر پاک و ہند میں بھی تشریف لائے اور یہاں آکر ملتان، لاہور، اُچ شریف گیلان شریف وغیرہ میں آباد ہوئے۔

آپ کی اولاد پاک کا تذکرہ تفصیلی طور پر پڑھنے کے لیے کتب سیر میں سے بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر کا مطالعہ کریں۔

☆☆☆☆

حضور غوث الاعظمؒ کا فیض مبارک

حضور غوث الاعظمؒ نے خود ظاہری و باطنی علوم حاصل کر کے پھر ان کی ترویج کا بیڑا اُٹھایا۔ آپؒ کے شاگرد اور مریدین تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ آپؒ نے اپنے دامن کو علم و معرفت کے موتیوں سے بھر کر انہیں صرف اپنے تک محدود نہ رکھا بلکہ جس طرح ضرورت مند اور سائلوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا اسی طرح علم و معرفت کے متلاشیوں کو مایوس نہ ہونے دیا۔ پھر سونے پر سہاگہ نہ صرف ان کو تربیت کر کے انہیں اس فضیلت سے نوازا بلکہ انہیں شمع علم و معرفت کی روشنی عام کرنے کے لیے دور دراز علاقوں میں بھیجا۔

حضرت شیخ عاصم بن نجیب الدینؒ کا بیان

حضرت شیخ عاصم بن نجیب الدینؒ فرماتے ہیں ''میں حضور غوث الاعظمؒ کی صحبت میں عرصہ دراز تک رہا اور آپؒ سے فیض اکتساب کیا۔ اس دوران میں نے اس بات کا بخوبی مشاہدہ کیا کہ آپؒ اپنے جن مریدین کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرماتے وہ سب کے سب دل کے صاف ہوتے۔ ان کی زبانیں غیبت سے پاک ہوتیں۔ آپؒ کی تربیت سے وہ لوگ حلم و بردباری کا بہترین نمونہ بن جاتے۔ وہ لوگ چونکہ روشن ضمیر ہوتے اس لیے ان کی ہر بات اثر رکھتی۔''

☆☆☆☆

حضرت شیخ سعید بن صالحؒ کا بیان

حضرت شیخ سعید بن صالحؒ فرماتے ہیں ''حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کے خلفائے عظام سراپا رحمت تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ان کی تربیت فرمانے کے بعد اور ان کو خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد مختلف علاقوں کی طرف روانہ فرماتے اور انہوں نے اصلاح خلق کا جو بیڑا اُٹھایا اسے بخوبی نبھا رہے تھے۔ ان باکردار اولیاء اللہ کا فیض صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ مشرکین کے لیے بھی عام تھا۔ یہ داعیانِ معرفت اپنے زمانوں میں بے مثل تھے اور دین اسلام کی اشاعت سے انہیں بہت لگن تھی۔ ان حضرات نے اپنے اخلاق اور عادات کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔''

سلسہ عالیہ چشتیہ میں فیض

حضرت مولانا جمال الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المعروف خواجہ غریب نوازؒ اور حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کے درمیان ملاقات بغداد شریف میں ہوئی۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ نے آپ کی صحبت میں تقریباً دو ماہ کا عرصہ گزارا اور آپ سے خوب استفادہ کیا۔ آپؒ نے حضور غوث الاعظم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے بغداد شریف کی خلافت عنایت کریں تو حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ''بغداد شریف کی خلافت تو ہم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو دے دی ہے۔ تمہیں ہم ہندوستان کی خلافت دیں گے۔'' پھر حضور غوث الاعظمؒ نے خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اپنا خلیفہ بنا کر ہندوستان روانہ کیا۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے حضور غوث الاعظمؒ سے اپنی محبت کا اظہار یوں فرمایا:

یا غوث اعظم نور ہدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا

سلطانِ دو عالم قطب علیٰ میراں زجلالت ارض و سما

چو پائے نبی شد تاج سرتاج ہمہ عالم شہ قامت

اقطاب جہاں درپیش ورت افتادو چو پیش شاہ گدا

در بزم نبی عالی شافی ستار عیوب مریدانی

در ملک وولایت سلطانی اے منبع فضل و جود و سخا

معین کہ غلام نام تو شد در یوزہ گر کرام توشد

شد خواجہ ازاں کہ غلام توشد دارو طلب تسنیم و رضا

سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں فیض

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں ''میں جوانی کے عالم میں ہر وقت علم کلام میں مشغول رہتا اور میں نے اس فن کی کئی کتابیں پڑھ لیں تھیں۔ جبکہ میرے بزرگوار حضرت ابونجیب عبدالقاہر سہروردی مجھے اس فن کو پڑھنے سے روکا کرتے تھے اور اکثر اوقات سختی سے منع فرماتے۔

ایک دن میں اپنے بزرگوار حضرت ابونجیب عبدالقاہر سہروردیؒ کے ہمراہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میرے چچاؒ نے حضور غوث الاعظمؒ سے عرض کیا ''حضور! یہ میرا بھتیجا ہے اور ہمیشہ علم کلام میں مشغول رہتا ہے میں اسے کئی مرتبہ علم کلام پڑھنے سے منع کر چکا ہوں لیکن یہ باز نہیں رہتا۔''

اس کے بعد حضور غوث الاعظمؒ نے مجھ سے پوچھا۔

''اے نوجوان! تم نے اس فن میں کون کون سی کتابیں پڑھ لیں ہیں؟''

میں نے ان کتابوں کے نام بتائے تو آپؒ نے مجھے اپنے قریب بلالیا۔ جب میں آپؒ

کے قریب ہوا تو آپؒ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا تو مجھے علم کلام کی جملہ کتابیں مکمل طور پر بھول گئیں یہاں تک کہ مجھے ایسا محسوس ہوا گویا میں نے علم کلام کے متعلق کبھی کچھ پڑھا ہی نہیں۔ جہاں میں علم کلام سے بالکل نابلد ہو گیا دوسری طرف آپؒ نے میرا سینہ نور سے بھر دیا اور مجھے علم مدنی عطا فرمایا اور مجھ سے فرمایا ''عنقریب تم عراق کے نامور اولیاء سے ہو گے۔'' پھر جب میں آپؒ کے آستانہ عالیہ سے واپس لوٹا تو میری زبان سے علم و حکمت کے موتی نکل رہے تھے اور آپؒ کا یہ فرمانا کہ میں اللہ کے دوستوں میں سے ہونگا یہ بھی سچ نکلا۔ اور مجھے اولیاء عراق میں بزرگی حاصل ہوئی۔

اس طرح حضور غوث الاعظمؒ کا سلسلہ فیض سلسلہ سہروردیہ میں بھی عام ہوا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں فیض

حضرت شیخ عارف باللہ عبداللہ بلخیؒ سے منقول کہ ہم چند لوگ ایک دن حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں کھڑے تھے کہ آپؒ نے اچانک بخارا شریف کی طرف توجہ کی اور فضا میں کچھ سونگھنا شروع کر دیا کچھ دیر بعد فرمایا ''میرے وصال کے ایک سو ستاون برس بعد بخارا میں ایک مردمومن جس کا نام بہاؤالدین محمد نقشبندیؒ پیدا ہوگا جو میری نعمت خاص سے سرفراز ہوگا۔''

چنانچہ آپؒ کے وصال کے بعد آپ کا یہ فرمان پورا ہوا اور پورے ایک سو ستاون سال بعد بخارا میں حضرت غوث بہاؤالدین محمد نقشبندیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپؒ کے روحانی فیض سے خوب مالا مال ہوئے۔

اس حضور غوث الاعظمؒ کا سلسلہ فیض سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بھی عام ہوا۔

آپ نے حضور غوث الاعظمؒ سے اس طرح عقیدت کا اظہار فرمایا۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است

سرور اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

دیگر خلفائے عظام

مذکورہ بالا تین عظیم شخصیات کے علاوہ حضور غوث الاعظمؒ سے فیضیاب ہونے والی ہستیوں کی تعداد بے شمار ہے۔ آپؒ کے ہزاروں شاگرد اور مریدین تھے اور آپؒ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کی تعداد بھی کثیر ہے۔ ذیل میں آپؒ کے چند دیگر خلفائے عظام کے نام درج ہیں۔

1. حضرت سید جمال اللہ الملقب بہ حیات المہر زندہ پیرؒ
2. حضرت سید عون قطب شاہ علوی عباسی بغدادیؒ
3. حضرت شیخ ابوسعید قلوریؒ
4. حضرت شیخ احمد بن مبارکؒ
5. حضرت سخی سرور سلطان سید احمد قادریؒ
6. حضرت سید ابوالعباسی احمد رفاعیؒ
7. حضرت شیخ شرف الدین عدی بن مسافر الهکاریؒ
8. حضرت شیخ ماجد الکرویؒ
9. حضرت شیخ ابوعمر عثمان بن مرزوق بن حمید سلامتہ القرشیؒ
10. حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابی نصر الہیتیؒ
11. حضرت شیخ ابوعمر وعثمان الصریفینیؒ
12. حضرت شیخ محمد الدوانی المعروف بہ بن القائدؒ

13. حضرت ابو عبداللہ فقیب البان موصلیؒ

14. حضرت شیخ ابوالفرح صدقہ بن حسین بغدادیؒ

15. حضرت شیخ ابو سعود بن اشبلیؒ

16. حضرت شیخ ابومدین شعیب بن الحسین مغربیؒ

17. حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابوالفضل جبائیؒ

18. حضرت شیخ جاگیر کردیؒ

19. حضرت شیخ حیات بن قیس حیرانیؒ

20. حضرت شیخ ابوالقاسم عمرو بن مسعود بغدادیؒ

☆☆☆☆

کرامات

انگشت شہادت چاند کی طرح روشن

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مزار پاک کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے رات کا وقت تھا اور آپؒ کے ہمراہ حضرت شیخ احمد رفاعی اور حضرت عدی بن مسافر رحمتہ اللہ علیہما بھی تھے۔

رات کی تاریکی اپنی سیاہ چادر ایسے پھیلائے ہوئے تھی کہ راہ گزر کچھ سمجھ نہ پا رہے تھے پھر راستہ بھی دشوار تھا جس پر روشنی کے بغیر چلنا ممکن نہ تھا۔ حضور غوث الاعظمؒ نے جب دیکھا کہ ہمراہی پریشان ہیں آپؒ آگے بڑھے اور اپنی شہادت کی انگشت بلند کی تو وہ روشن ہوگئی اس طرح دونوں احباب آپؒ کے پیچھے پیچھے امام احمد بن حنبلؒ کے مزار پاک پر پہنچے اور حاضری کا شرف حاصل کیا۔

(آپؒ کی اس کرامت کا ذکر مشہور کتاب قلائد الجواہر میں ہے)۔

عصا روشن ہوگیا

حضرت شیخ عبدالمالک ذیالؒ ایک دن حضور غوث الاعظمؒ کے مدرسہ میں کھڑے تھے آپؒ ہی سے حضور غوث الاعظم کی یہ کرامت منقول ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں "حضور غوث الاعظمؒ

اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور میں نے دیکھا اس وقت آپؒ کے ہاتھ مبارک میں ایک عصا تھا۔ عین اسی وقت میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش! حضور غوث الاعظمؒ مجھے وہ کرامت دکھائیں جو اس عصا میں ہے۔

میرے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے آپؒ نے میری دلی کیفیت کو بھانپ لیا ہو۔ آپؒ مدرسہ کے صحن کے وسط میں تشریف لے گئے اور مسکراتے ہوئے اپنے عصا کو زمین میں گاڑ دیا۔ آپؒ کا عصا زمین میں گاڑنا ہی تھا کہ عصا روشن ہو گیا اور ایسا روشن ہوا کہ اسی روشنی آسمان تک پھیل گئی۔ میں اس منظر کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ پھر آپؒ اپنی جگہ سے واپس تشریف لائے عصا کی طرف بڑھے اور مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے عصا مبارک کو زمین سے نکال دیا۔ اس کے ساتھ ہی عصا کی روشنی مدھم پڑنے لگی۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

''ذیال (رحمتہ اللہ علیہ) تم یہی دیکھنا چاہتے تھے۔''

درخت پھلدار ہو گئے

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ حضرت شیخ ابوالمظفر اسماعیلؒ کے بقول حضرت شیخ علی ہیتیؒ بہت سخت بیمار رہا کرتے تھے۔ حضور غوث الاعظمؒ آپؒ کے گھر میں جس جگہ تشریف فرما ہوئے پاس ہی کھجور کے دو درخت تھے جو چار سال سے خشک ہو چکے تھے اور پھل نہ دے رہے تھے۔

حضور غوث الاعظمؒ نے ان درختوں کے نیچے وضو کیا اور پھر وہیں دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ زیارت کے بعد آپؒ واپس تشریف لے گئے ابھی چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ وہ درخت سرسبز و شاداب ہو گئے اور ان پر پھل اُتر آیا۔

☆☆☆☆

جہاز کو ڈوبنے سے بچالیا

ایک دن حضور غوث الاعظمؒ اپنے مدرسہ میں موجود تھے اور معمول کے مطابق طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ سبق پڑھاتے پڑھاتے ایک دم سے آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپؒ نے اپنا ہاتھ چادر کے اندر ڈال لیا۔ پھر جب کچھ دیر بعد ہاتھ کو باہر نکالا تو آستین گیلی تھی۔ اور پانی ٹپک رہا تھا۔ طلباء یہ سب کچھ دیکھ کر محو حیرت تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن آپؒ کے جلال کی وجہ سے اس بارے میں کچھ سوال نہ کر پائے۔

اس معاملہ کو گزرے دو ماہ ہو چکے تھے کہ ایک دن یونہی دوران تدریس آپؒ کی ملاقات کو چند بحری سوداگر آئے۔ آپؒ نے انہیں مہمان خانہ کی بجائے کلاس میں ہی طلب کر لیا۔ پھر طلباء کے سامنے ان سے ان کے احوال دریافت فرمانے لگے۔ سوداگروں نے آپؒ سے دو ماہ قبل ہونے والے واقعہ کا ذکر شروع کیا اور کہنے لگے "حضور جب ہمارا جہاز اس حالت میں پہنچا کہ ہم زندگی سے مایوس ہو گئے تو یک دم ہم سب کے مونہوں سے بے اختیار "یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ" نکلا۔ ہم نے آپ کا نام لیا ہی تھا کہ غیب سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور اس نے کھینچ کر ہمارے جہاز کو ایک کنارے کی طرف کر دیا۔"

جب طلباء نے ان سوداگروں سے یہ بات سنی تو فوراً دن اور تاریخ پوچھنے لگے۔ سوداگروں کی بتائی تاریخ اور دن وہی نکلا جو طلباء نے اس دن نوٹ کیا تھا جس دن حضور غوث الاعظمؒ کا ہاتھ مبارک اور آستین چادر سے نکلنے کے بعد پانی سے تر پائی۔

اس طرح جہاں جہاز والوں کی مدد اللہ کے ولی نے کی وہاں طلباء کو اسی خفیہ انداز میں ان کے ذہنوں میں چھپے سوال کا جواب بھی مل گیا۔

چھت گرنے کی اطلاع

حضرت غوث الاعظمؒ کی عادات مبارکہ میں سے ایک عادت مہمان نوازی بھی تھی اور

آپ کے ہمعصر علماء واولیاء کرام سے آپ کی اس خصلت کی بے حد تعریفیں سیر کی کتب میں درج ہیں۔

ایک مرتبہ محرم کے مہینے میں 559ء میں ایک دن حضور غوث الاعظمؒ اپنے مہمان خانہ میں موجود تھے اور اس وقت آپ کے مہمانوں کی تعداد تین سو کے قریب تھی آپؒ کی نگرانی میں آپ کے خادم مہمانوں کی خاطر مدارت میں مشغول تھے کہ آپؒ یکا یک اپنی جگہ سے اُٹھے اور باہر تشریف لے گئے اور ساتھ ہی تمام لوگوں کو باہر آنے کا حکم دیا۔

جب سب لوگ آپؒ کے حکم پر دوڑ کر باہر آگئے اور کوئی بھی اندر نہ بچا تو لوگوں کی نظروں کے سامنے اس مکان کی چھت دھڑام سے نیچے آگری۔

اس پر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔

''میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے ندا آئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے چنانچہ میں خود بھی باہر نکل آیا اور تم لوگوں کو بھی اپنے پاس بلالیا تا کہ میرے مہمانوں میں سے کسی کو ذرا بھر بھی اذیت نہ پہنچے۔''

اس طرح تمام لوگ اس حادثہ کا شکار ہونے سے بچ گئے۔

بارش رُک گئی

حضور غوث الاعظمؒ کو جب بارگاہِ خیر الانام ﷺ سے فیض ملا اور وعظ کا حکم ملا تو آپؒ نے اس حکم کی تکمیل شروع کی۔ آپؒ کے وعظ کی شہرت ملک عرب وعجم میں دور دور تک پھیل گئی تھی۔ اور دنیا کے کونے کونے سے متلاشیان علم وعرفان آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپؒ ہفتے میں تین دن وعظ فرماتے ایک دن مدرسہ میں اور دو دن مجلس خانہ میں۔

ایک مرتبہ معمول کے مطابق حضور غوث الاعظمؒ مجلس وعظ میں وعظ فرما رہے تھے کہ

''اے حامد! تم بادشاہوں کی بساط (دستر خوان) پر بیٹھو گے''

اس کے بعد حامد الحرانیؒ بغداد سے حران تشریف لے گئے اور حران میں بادشاہ نورالدین شہید نے ان کو اپنے پاس رہنے پر مجبور کرلیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف مقرر کر دیا۔

اس طرح حضور غوث الاعظمؒ کی قبل از وقت دی ہوئی خبر صحیح ثابت ہوگئی۔

غلے میں بے حساب برکت

ایک مرتبہ بغداد شریف میں شدید قحط پڑا تو حضور غوث الاعظمؒ کا ایک خاص خادم جو ہمیشہ آپ کو گھوڑے پر سوار کرتے وقت گھوڑے کی رکاب تھاما کرتا تھا وہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔

''حضور! قحط شدید قسم کا ہے۔ میرے گھر میں کئی دنوں سے فاقے چل رہے ہیں۔ میرے بچے بھی زیادہ ہیں۔ لہٰذا آپؒ خاص عنایت فرمائیں۔''

اس خادم کی بات سن کر حضور غوث الاعظمؒ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اسے نصف من گندم لا کر دی اور فرمایا:

''گھر جا کر اسے مٹی کے کسی مٹکے میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دینا اور نیچے ایک سوراخ کرلو اور جتنے دانے ضرورت ہوں ضرورت کے مطابق نکالتے جانا۔''

خادم نے بالکل ایسا ہی کیا اور اس طرح انہوں نے پورے پانچ سال تک اس مٹکے سے گندم استعمال کی۔ ایک دن بیوی نے کہا نصف من گندم ہمارے لیے ایک ماہ میں کافی تھی جبکہ ہمیں اس کو استعمال کرتے ہوئے پانچ سال گزر گئے ہیں۔ چنانچہ جب اس عورت نے مٹکا کھول کر دیکھا تو گندم اتنی ہی تھی پھر پانچ دن کے بعد ختم ہوگئی۔

حضور غوث الاعظمؒ کا وہ خادم آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام معاملہ عرض کیا۔

آپؒ نے فرمایا "ہاں بالکل معاملہ ایسا ہی ہے اگر وہ مٹکا کھول کر نہ دیکھا جاتا تو تمہاری آنے والی نسلیں بھی اس مٹکے سے فائدہ اٹھاتیں"

جی ہاں! یہ ہے اللہ کے ولیوں کی عنایت کردہ اشیاء کی برکت۔ اس طرح ایک غریب آدمی کو خوب فائدہ پہنچا۔

بچھو ہلاک ہوگیا

ایک دن حضور غوث الاعظمؒ نے دن کی کوئی نماز جامع منصوری مسجد میں ادا کی، واپسی پر اپنی سواری پر سوار ہوئے کچھ دور جا کر آپؒ نے اپنی چادر اُتاری اور اپنے کپڑوں کے نیچے سے ایک بچھو نکال کر زمین پر پھینکا تو بھاگ کر راستے سے ایک طرف جانے لگا۔

حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا "تو اللہ کے حکم سے مرجا"

آپؒ کا یہ فرمانا تھا کہ بچھو اسی جگہ پر مر گیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ جامع منصوری سے یہاں تک اس بچھو نے مجھے ساٹھ مرتبہ کاٹا لیکن میں صبر کرتا رہا اور اُف بھی نہ کی تا کہ میں صبر کی جزاء حاصل کروں لیکن مجھے اس سے دوسرے لوگوں کو اذیت پہنچنے کا خدشہ تھا اس لیے میں نے اس کو مرنے کا حکم دے دیا تا کہ دوسرے لوگ اس کی تکالیف سے بچے رہیں۔

بغداد شریف سے خانہ کعبہ دکھانا

حضور غوث الاعظمؒ کے ہمعصر شیخ ابو مدین بہت مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کو بھی اللہ رب العزت نے خوب ولایت سے نوازا تھا۔ ایک مرتبہ آپؒ کے اپنے ایک صالح مریدویر

جان محمد الزکائی کو حکم دیا کہ وہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر فقر کی تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ مرید صالح نے اپنا ضروری سامان سفر ساتھ لیا اور حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت حاضر ہو گیا اور اپنے شیخ کا حکم عرض کر دیا۔

حضور غوث الاعظمؒ نے اس مرید کو حکم دیا کہ تم میرے خلوت کے دروازے پر بیس دن تک بیٹھو۔ چنانچہ مرید نے آپؒ کے اس حکم کی پابندی کی اور بیس دن تک خلوت کے دروازے پر بیٹھا رہا۔ جب بیس دن پورے ہوئے تو اس کو حضور غوث الاعظمؒ نے بلایا اور فرمایا۔

"اُس طرف دیکھو" جب اس مرید نے نظر اُٹھائی تو اپنے عین سامنے قبلہ (بیت اللہ) کو پایا۔

پھر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔

"اب اس طرف دیکھو"

تو اب اس نے نظر اس اشارہ کی طرف کی تو اپنے پیر و مرشد شیخ ابو مدین کو پایا۔

پھر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔ "اے ویر جان الزکائی! اب بتاؤ تم بیت اللہ جانا چاہتے ہو یا اپنے پیر و مرشد کے پاس"

ویر جان نے کہا "حضور! اپنے مرشد کے پاس"

پھر حضور غوث الاعظمؒ نے پوچھا۔

"ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے"

تو ویر جان نے عرض کی "حضور جس طرح آیا تھا اُسی طرح جانا چاہتا ہوں"

تو حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا "اچھا جو تیری مرضی"

پھر فرمایا "ابو محمد فقر کی سیڑھی توحید ہے اور توحید یہ ہے کہ دوئی کو یکسر دل سے نکال دو۔ اس کے بعد آپؒ نے اس مرید پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔ اس طرح تمام جذبات اور ارادے اور

نفسانی خواہشات اس کے دل و دماغ سے بھاگ گئیں اور وہ مرید فقر کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔

اس طرح حضور غوث الاعظمؒ نے اسے فقر کی نہ صرف تعلیم عطا کی بلکہ فقر کا وہ خزانہ عطا کیا جو شدید مجاہدات کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

استقاء کا مریض تندرست

حضور غوث الاعظمؒ کو اپنے مالک کریم عزوجل سے جہاں یہ طاقت حاصل تھی کہ آپؒ باطن امراض کا علاج کرتے وہاں یہ بھی اختیار ملا تھا کہ اگر کوئی جسمانی مرض میں مبتلا مریض آپؒ کی خدمت میں لایا جاتا تو آپؒ اسے بھی تندرست فرما دیتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپؒ کی خدمت میں لایا گیا جس کی حالت سخت خراب تھی وہ شخص استقاء کے مرض میں مبتلا تھا اور اس وجہ سے اس کا پیٹ بھی پھولا ہوا تھا۔ جب اس شخص کو لایا گیا تو یہ چلنے سے بھی قاصر تھا لیکن آپؒ نے اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو مالک کریم عزوجل کے حکم سے اسے شفا حاصل ہوگئی۔ اس کا پیٹ درست ہوگیا۔ پھر جب تک وہ آدمی زندہ رہا اس وقت تک اس آدمی کو کوئی بیماری لاحق نہیں ہوئی۔

دست مبارک کی برکت

حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلیؒ فرماتے ہیں کہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں جب بھی کسی مریض کو لایا جاتا اس حال میں کے تمام طبیب اس کے علاج سے قاصر ہو چکے ہوتے اور اسے لاعلاج قرار دیتے تو حضور غوث الاعظمؒ اپنا ہاتھ مبارک اس مریض پر پھیرتے تو مریض تندرست ہو جاتا اور اس طرح آپ کے ہاتھ مبارک کی برکت سے نہ صرف وہ اس مرض

سے شفا پا جاتا بلکہ جب تک زندہ رہتا ہر قسم کے مرض سے محفوظ رہتا۔

قمری اور کبوتری کا قصہ

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن وہب الازجیؒ کی بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ عیادت سے فارغ ہونے پر شیخ ابوالحسن علی نے آپؒ کی خدمت میں ایک قمری اور ایک کبوتری پیش کی اور عرض کیا حضور! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی اور یہ قمری بھی چھ ماہ سے بول نہیں رہی''

حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ''اے کبوتری! تو اللہ عزوجل کے حکم سے اپنے مالک کو نفع پہنچا اور اے قمری! تو بھی اپنے کریم خالق و مالک کی تسبیح کر''

آپؒ کا یہ فرمانا تھا کہ قمری نے اللہ کی تسبیح بیان کرنا شروع کر دی اور اس کی خوبصورت آواز سننے کے لیے بغداد کے لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے۔ دوسری طرف کبوتری نے بھی انڈے دیئے اور ان سے بچے پیدا ہوئے۔

ستر گھروں میں دعوتِ افطار

حضور غوث الاعظمؒ چونکہ نہ صرف روحانی پیشوا تھے بلکہ لوگوں کی زندگیوں کے ہر معاملہ میں ان کے معاون و مددگار تھے۔ اس وجہ سے بھی لوگ آپؒ سے عقیدت رکھتے تھے اور آپؒ کے عقیدت مندوں کی تعداد ان گنت تھی۔ بسا اوقات لوگ آپؒ کی دعوت کرتے۔ آپ کو اپنے گھر میں لے جاتے اور اسے باعثِ فخر و سعادت جانتے۔

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ اپنی مسند مبارک پر تشریف فرما تھے اور یہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا۔ آپؒ کی خدمت میں ستر مختلف لوگ آئے اور آپؒ کو افطاری کی دعوت پیش کی۔

آپؒ نے سب لوگوں کی دعوتِ افطار قبول فرمالی۔ پھر وقت مقررہ پر ان سب لوگوں کے گھروں میں تشریف لے گئے اور سب کے ساتھ افطاری فرمائی اور اسی دن آپؒ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی افطاری فرمائی۔

صبح نور جب یہ لوگ جمع ہوئے تو ہر شخص اپنے سعید ہونے کی بات کرر ہاتھا۔اتنے میں آستانہ عالیہ کے خدام بھی آگئے جب انہوں نے لوگوں کی باتیں سنیں تو کہنے لگے کہ کل تو حضور غوث الاعظمؒ نے ہمارے ساتھ افطاری کی ہے۔

یہ بات سن کر تمام لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ ہم سچا کس کو کہیں۔ چنانچہ تمام لوگ اکٹھے ہو کر حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام معاملہ بیان کیا۔

اس پر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔

''تمام لوگ اپنے اپنے قول میں سچے ہیں اور میں نے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور ہر ایک کے گھر جا کر ان کے ساتھ افطاری کی ہے۔میرے مالک نے مجھے یہ طاقت عطا فرمائی ہے۔''

کلمہ پڑھنے کا حکم

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت مبارکہ میں تیرہ لوگوں کا گروہ حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔

''حضور! ہمیں کلمہ پڑھا کر دائرۂ اسلام میں داخل فرمائیں۔''

آپؒ کے استفسار پر انہوں نے کہا'' ہم عرب کے عیسائی ہیں اور ہم نے کلمہ پڑھنے کا ارادہ کیا ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کسی مردِ کامل کے دستِ حق پر کلمہ پڑھیں تو ہمیں ہاتفِ غیبی سے آواز سنائی دی کہ بغداد شریف چلے جاؤ اور وہاں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دستِ مبارک پر کلمہ پڑھو چنانچہ اب ہم آپؒ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہیں۔''

اس پر حضور غوث الاعظمؒ نے انہیں کلمہ پڑھایا اور وہ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے (یہ واقعہ حضرت شیخ عمر الکیمانیؒ سے منقول ہے)۔

تھیلیوں سے خون نکالنا

حضرت شیخ ابو العباس خضر الحسین الموصلیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم چند لوگ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ گفت وشنید کا سلسلہ جاری تھا۔ اتنے میں خلیفہ وقت بھی حاضر ہو گیا اور آپؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دیناروں کی دس تھیلیاں بھی پیش کیں۔ حضور غوث الاعظمؒ نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس نے بار بار اصرار کیا تو آپؒ نے لے لیں۔

خلیفہ وقت باادب انداز میں بیٹھ گیا کچھ وقت گزرا تو حضور غوث الاعظمؒ ان تھیلیوں میں سے دو تھیلیاں لے کر انہیں نچوڑا۔ حاضرین محفل حیران رہ گئے کہ دیناروں سے بھری تھیلیوں سے خون نکل رہا ہے۔ آپؒ انہیں جس زور سے نچوڑتے اسی رفتار سے خون ٹپکتا۔

حضور غوث الاعظمؒ نے خلیفہ وقت کو مخاطب فرمایا کہ تم لوگوں کا خون نچوڑ کر میرے پاس لائے ہو۔ آپؒ کی یہ بات سن کر خلیفہ بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آئی تو آپؒ نے فرمایا کہ اگر مجھے تمہارے آلِ رسول ﷺ ہونے کا احساس نہ ہوتا تو میں ان تھیلیوں کو اتنا نچوڑتا کہ انکا خون بہہ کر تمہارے محلوں تک پہنچ جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ مجلس میں وعظ فرمانے کے لیے تشریف لائے۔ حاضرین محفل آپؒ کے ادب میں خاموش بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک سنان نامی شخص مجلس میں داخل ہوا اور

حضور غوث الاعظمؒ کی طرف چلتا گیا۔ آپؒ نے بھی لوگوں کو اسے راستہ دینے کے لیے اشارہ کیا۔ جب وہ شخص قریب پہنچا تو آپ کو سلام کر کے عرض کرنے لگا مجھے کلمہ پڑھا دیں۔ حضور غوث الاعظمؒ نے اسے کلمہ پڑھا کر دائرۂ اسلام میں داخل کیا۔

پھر حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا "بھلا تم ان لوگوں کو اپنی صورتحال سے آگاہ کرو۔" وہ شخص کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو سلام کہہ کر بلند آواز سے کہنے لگا "لوگو! میرا نام سنان ہے اور میں عیسائی پادری ہوں، یمن کا رہنے والا ہوں۔ میں کافی عرصہ سے اسلام سے بہت متاثر تھا اور میرے دل میں اسلام کی محبت راسخ ہو چکی تھی لیکن میری خواہش تھی کہ میں ایسے شخص کے دست راست پر اسلام قبول کروں جو وقت کا کامل ترین ولی ہو۔ ایک دن میں انہی سوچوں میں گم ہو گیا تو میرے خواب میں اللہ کے سچے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور یوں میرے بخت جاگ اُٹھے۔ آپ علیہ السلام نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم بغداد شریف چلے جاؤ اور وہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلو۔ چنانچہ میں حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور الحمدللہ آپؒ نے اسلام کی دولت سے مجھے نوازا۔

چڑیا کی موت

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا آپؒ کے اوپر سے گزری۔ اس نے آپؒ پر بیٹ کر دی۔ آپؒ نے جلالیت سے سر مبارک اوپر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو آپ کے دیکھنے کی دیر ہی تھی کہ وہ چڑیا مر گئی۔

جب آپؒ وضو سے فارغ ہوئے تو آپؒ نے کپڑے کا وہ حصہ دھویا اور اپنی قمیض مبارک اُتار کر مجھے دی اور فرمایا کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات میں تقسیم کر دو۔ یہ اس کا بدلہ ہے۔

ہر شخص کی ہر آرزو پوری ہوگئی

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ کی مجلس میں تیرہ صالح مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور غوث الاعظمؒ نے وعظ فرمانا شروع کیا اور اثنائے گفتگو آپؒ کا جذبہ سخاوت جوش میں آیا تو آپؒ نے حاضرین محفل سے فرمایا ''تم لوگ مانگو جو تمہارے دل کرے۔''

تو مندرجہ ذیل اصحاب نے یہ چند چیزیں مانگیں

۱۔ شیخ ابوالسعودؒ نے عرض کیا۔

''میں ترک اختیار کرنا چاہتا ہوں''

۲۔ شیخ محمد بن قائدؒ نے عرض کیا۔

''میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں''

۳۔ شیخ عمر بزازؒ نے عرض کیا۔

''میں خشیت الٰہی چاہتا ہوں''

۴۔ شیخ حسن فارسیؒ نے عرض کیا۔

''میرا کھویا ہوا مال مجھے واپس مل جائے۔''

۵۔ شیخ جمیلؒ نے عرض کیا۔

''میں حفظ وقت کا آرزومند ہوں۔''

۶۔ شیخ عمر غزالؒ نے عرض کیا۔

''میں طویل عمر کا خواہشمند ہوں''

۷۔ شیخ صرصریؒ نے عرض کیا۔

''میری آرزو ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مقام قطبیت پر فائز نہ کردے۔''

۸۔ شیخ ابوالبرکاتؒ نے عرض کیا۔

''میں عشق الٰہی میں انہماک چاہتا ہوں''

۹۔ شیخ ابن خضریؒ نے عرض کیا۔

''میں قرآن وحدیث حفظ کرنے کا خواہشمند ہوں۔

۱۰۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن الوزیر نے عرض کیا۔

''میں نائب وزیر بنا چاہتا ہوں''

۱۱۔ شیخ ابوالفتوح بن ہبۃ اللہ نے عرض کیا۔

''میں خلیفہ کے گھر کا استاد بنا چاہتا ہوں۔''

۱۲۔ شیخ ابوالقاسم بن محمد نے عرض کیا۔

''میں خلیفہ کا دربان بنا چاہتا ہوں۔''

۱۳۔ شیخ ابوالخیر ملتجی نے عرض کیا۔

''مجھے مقام معرفت عطا ہو جائے۔''

ان کی تمنائیں سن کر حضور غوث الاعظمؒ نے یہ آیت کریمہ پڑھی

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ ط وَمَا كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۝

ترجمہ: اے نبی وہ (دُنیا کے طلب) اور یہ (آخرت کے طلب) سب ہی کو تیرے پروردگار کی بخشش عام ہے کسی پر بند اور ممنوع نہیں۔''

شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظؒ نے ۲ رجب ۵۹۳ھ کو یہ بات بیان کی کہ قسم ہے مجھے اپنے کریم عزوجل کی۔ ان لوگوں میں سے ہر ایک کو وہی کچھ مل گیا جس کی انہوں نے خواہش کی تھی۔ البتہ شیخ خلیل صرصریؒ ابھی زندہ ہیں اور ان کے مقام قطبیت پر فائز ہونے کا وقت نہیں ہوا لیکن انشاء اللہ

جس طرح باقی احباب کو ان کی مرادیں حاصل ہوئیں ہیں انہیں بھی حاصل ہو جائیں گی۔

اس طرح تیرہ احباب میں سے ہر ایک کو اس کی مراد حاصل ہوئی۔

سینہ منور ہوگیا

شیخ علی بن ادریس یعقوبیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ۵۶۰ھ میں مجھے سیدنا غوث الاعظمؒ کی خدمت مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور میں نے دل میں آپؒ سے فیض یاب ہونے کا ارادہ کر رکھا تھا اور شدت سے اس کی تمنا رکھتا تھا کہ آپؒ سے ضرور فیض پاؤں۔

آپؒ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد یکا یک آپؒ کے جسم مبارک سے ایک نور نکلا اور میرے جسم میں داخل ہو گیا اسوقت اس نور کی برکت سے تمام اہل قبور اور انکی جملہ حالتوں کو میں نے اپنے سامنے پایا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو ملائکہ کو اللہ کی تسبیح کرتے دیکھا بھی اور سنا بھی۔ اس کے علاوہ بھی مجھ پر عجیب وغریب انکشافات ہوئے۔ قریب تھا کہ میں دیوانہ ہو جاتا لیکن سیدنا غوث الثقلینؒ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارکہ رکھا اور پھیرا تو مجھے سکون حاصل ہوا۔ اب میں نے اپنا سینہ نور سے بھرپور اور فولاد کی طرح سخت پایا اور اس کے بعد مجھے کسی قسم کی گھبراہٹ طاری نہ ہوئی اور آج تک اس نور سے مستفید ہو بھی رہا ہوں اور کر بھی رہا ہوں۔

جی ہاں! آپؒ نے دل میں فیض حاصل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے ولی نے آپؒ کی دلی کیفیت کو بھانپ لیا اور آپ کو آئندہ مخلوق کے لیے بھی منبع ہدایت بنا دیا۔

ھڈیوں سے مرغی زندہ کرنا

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ کے پاس ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ عرض کرنے لگی ''حضور! یہ میرا بیٹا ہے اور آپؒ سے بہت محبت رکھتا ہے میں اسے اللہ کی رضا کی

خاطر آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ آپؒ اسے قبول فرمائیں۔

حضور غوث الاعظمؒ نے اس لڑکے کو اپنے ہاں رکھ لیا اور فقر و مجاہدات کی تعلیم دینا شروع کر دی۔ کچھ ایام گزرے وہ عورت آپ کی بارگاہ میں دوبارہ آئی۔ اس وقت آپؒ جو کی روٹی مرغی کے گوشت کے ساتھ تناول فرما رہے تھے۔

جب وہ اپنے لڑکے کو ملی اور اس کا رنگ زرد پایا، اسے کمزور بدن پایا تو آپؒ کی بارگاہ میں آ کر شکوہ کرنے لگی "اے شیخ! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) خود تو مرغی کا گوشت کھا رہے ہیں اور میرے بیٹے کی حالت کیا بنا رکھی ہے۔"

حضور غوث الاعظمؒ نے عورت کی بات سن کر مرغی کی ہڈیوں کو ایک جگہ جمع رکھ کر اپنا دست مبارک ان پر رکھا اور فرمایا۔

"قومی باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم"

"اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔"

آپؒ کا یہ فرمانا تھا کہ مرغی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الشیخ عبدالقادر ولی اللہ"

پھر آپؒ نے اس عورت کو فرمایا کہ جب تمہارا بیٹا اس مقام پر پہنچے گا تو اسے اختیار ہو گا جو چاہے مرضی کھائے۔ (اس کرامت کو شیخ محمد بن قائد الاوانی نے بیان کیا ہے)

قدرت کا کرشمہ

ایک مرتبہ ایک شخص حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور آپؒ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے بیٹا عطا فرمائے۔

حضور غوث الاعظمؒ نے اس شخص کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ

اللہ عزوجل تجھے وہ عطا فرمائے جس کی تیرے دل میں تمنا ہے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ شخص دوبارہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! آپؒ نے تو فرمایا تھا کہ جو میرے دل میں تمنا ہو وہی ہوگا لیکن میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے جبکہ میری خواہش تھی کہ اللہ عزوجل مجھے لڑکا عطا کرے۔''

حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ تم گھر لے جاؤ اور پھر قدرت کا کرشمہ دیکھنا۔ چنانچہ آپؒ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے وہ شخص اس لڑکی کو اسی طرح گود میں اُٹھائے گھر لے گیا۔ جب اس شخص نے گھر پہنچ کر اپنی گود میں نظر لگائی تو حیران رہ گیا اس کی گود میں لڑکی نہیں لڑکا تھا۔ (اس کرامت کو شاہ ابولمعالیؒ نے بیان کیا ہے۔)

حقیقت کو خواب میں تبدیل کر دیا

پرانے وقتوں میں جہاں زراعت کے پیشے اور غلہ بانی پر لوگوں کی زندگیوں کا انحصار تھا وہاں امراء کے طبقہ میں تجارت کو بڑا فروغ حاصل تھا۔ بغداد شریف میں بھی بہت سے نامور تاجر رہا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ابوالمظفر الحسن بن نعیم نامی تاجر حضرت شیخ حماد دباسؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میں ملک شام میں تجارت کی غرض سے جانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپؒ بس دعا فرمائیں میرا قافلہ بھی تیار ہے اور میرے پاس سات سو دینا کا مال ہے۔

شیخ حماد دباسؒ نے فرمایا۔

''تم اس سال سفر نہ کرو۔ اگر تم نے اس سال سفر کیا تو ایک تو تمہارا قافلہ لوٹ لیا جائے گا۔ دوسرا تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔''

حضرت شیخ حماد دباسؒ کی یہ بات سن کر وہ شخص بہت پریشان ہو گیا اور اسی پریشانی کے

عالم میں حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام بات بیان کر دی۔

حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔

''تم سفر پر جاؤ میں تمہارا ضامن ہوں''

آپؒ کا فرمان سن کر وہ شخص خوش ہوا اور اپنا سامان تجارت لے کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ آخر وہ بغیر کسی مصیبت کے اور پریشانی کے ملک شام پہنچ گیا۔ وہاں اس نے مال کی خرید و فروخت سے خوب نفع حاصل کیا۔ پھر ایک دن وہ کسی کام سے حلب گیا اور اپنا تمام نفع ساتھ لے گیا۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر جب حلب میں اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو اسے سخت نیند نے آلیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک قافلہ بغداد سے روانہ ہو کر ملک شام کی طرف آرہا ہے۔ ابھی یہ قافلہ آدھا سفر طے کرتا ہے کہ اس پر ڈاکو حملہ کر دیتے ہیں۔ خوب قتل و غارت ہوتی ہے اور قافلے کے کئی لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں اس طرح قافلہ بھی لوٹ لیا جاتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ قتل ہونے والوں میں وہ بھی شامل ہے۔

اس خواب کو دیکھ کر وہ گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور فوراً اپنی جمع پونجی کی طرف دیکھا تو اسے وہیں اپنی جگہ پر سلامت پایا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ بغداد شریف میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت شیخ حماد دباسؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو شیخ حماد دباسؒ نے فرمایا۔

''تم سیدھے حضور شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ انہوں نے تمہارے لیے اس حقیقت کو خواب میں بدلنے کے لیے ستر مرتبہ اپنے رب سے دعا مانگی اور تم نے جو خواب دیکھا تھا وہ وہی حقیقت تھی جو میں نے بتلائی تھی اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی دعا سے خواب میں تبدیل کر دی گئی۔''

پھر وہ تاجر فوراً حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو

آپؒ نے اس بات کی تصدیق فرمائی۔

(اس کرامت کو شیخ ابوالمسعود الحریمیؒ نے بیان کیا ہے۔)

فاسق آدمی کی ہلاکت

حضور غوث الاعظمؒ کے مریدوں میں سے ایک عورت تھی جو کہ بغداد شریف میں رہا کرتی تھی۔ ایک بدبخت فاسق آدمی اس عورت پر عاشق تھا۔ ایک دن وہ عورت رفع حاجت کے لیے ایک پہاڑ کی غار میں گئی تو اس فاسق کو کسی نے خبر دی۔ وہ فاسق فوراً! اس عورت کے پیچھے ہولیا اور اسے غار میں پکڑ لیا۔ اس فاسق نے اس عورت کی عزت لوٹنے کی کوشش کی تو اس عورت نے بلند آواز سے حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نام لیا۔

اس وقت حضور غوث الاعظمؒ مدرسہ کے صحن میں وضو فرما رہے تھے۔ آپؒ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اپنے جوتے اُتار کر اس سمت پھینکے۔ آپؒ کے جوتے اس فاسق کے سر پر خوب برسے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر وہ عورت آپؒ کے جوتے لے کر مدرسہ میں آئی۔ اور حاضرین محفل کے سامنے تمام واقعہ بیان کیا۔

چیل زندہ ہو گئی

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ مجلس وعظ میں وعظ فرما رہے تھے۔ اس وقت ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ دوران وعظ مجلس وعظ کے اوپر سے ایک چیل کا گزر ہوا تو تمام حاضرین کی توجہ اس جانب ہو گئی۔ آپؒ نے جب یہ دیکھا تو جلالی انداز میں فرمایا۔

''اے ہوا! اس کی گردن تن سے جدا کر دو''

چنانچہ وہ چیل آپ کے قدموں میں آگری اس حال میں کہ اس کی گردن اس کے تن

سے جدا پڑی تھی۔ پھر آپؒ نے وعظ فرمایا۔ وعظ ختم کرنے کے بعد اپنے منبر مبارک سے نیچے تشریف لائے اور چیل کی گردن اور تن کو ایک جگہ رکھ کر اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ وہ چیل زندہ ہو کر اُڑ گئی۔

چور کو قطب بنا دیا

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ مدینہ شریف سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ انور پر حاضری دے کر واپس تشریف لے آرہے تھے۔ آپؒ اس وقت پیدل سفر فرما رہے تھے۔ آپؒ کے راستہ پر ایک چور ناکہ لگا کر بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی مسافر آئے اور اسے لوٹ لوں۔ جب آپؒ اس کے قریب پہنچے تو اس نے آپؒ کو دیکھ کر روک لیا۔ آپؒ نے پوچھا تم کون ہو؟ تو اس نے کہا ''میں دیہاتی ہوں''

آپؒ نے اس کی دلی کیفیت کو بھی بھانپ لیا اور جان لیا کہ یہ چوری کی غرض سے یہاں بیٹھا ہے۔ اور چور کے دل میں بھی یہ بات آئی کہیں یہ غوث الاعظمؒ تو نہیں ہیں۔ آپؒ نے فرمایا ''میں عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں''۔

آپؒ کی بات سن کر چور آپ کے قدموں میں گر گیا اور معافی طلب کرنے لگا آپ کو اس کے حال پر بہت ترس آیا۔ آپؒ نے اس کے حق میں اپنے رب کریم عزوجل سے دعا فرمائی تو ہاتفِ غیبی سے ندا آئی۔

''اے عبدالقادر اسے قطب بنا دو'' چنانچہ حضور غوث الاعظمؒ نے اس کی طرف نظر کرم فرمائی تو اس کا سینہ علوم و معارف سے پُرنور ہو گیا۔ اور وہ چور سے قطب بن گیا۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہوئی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جسم میں توانائی کا بڑھ جانا

حضرت شیخ ابو محمد علیؒ اپنی زندگی کا ایک واقعہ حضور غوث الاعظمؒ کی نسبت سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کچھ عرصہ کے لیے حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ علم و معرفت کے موتی چن سکوں۔ جب میں کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس اپنے ملک مصر روانہ ہونے لگا تو حضور غوث الاعظمؒ نے مجھ سے فرمایا کہ کبھی کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا۔

یہ ارشاد فرمانے کے بعد آپؒ نے میرے منہ میں اپنی انگشت شہادت ڈال کر فرمایا اسے خوب چوسو چنانچہ میں نے آپؒ کے حکم کی تعمیل کی پھر میں اجازت لے کر واپس اپنے ملک مصر روانہ ہو گیا۔ چونکہ قافلے پیدل سفر کر رہے تھے اور بغداد شریف سے مصر کی مسافت بھی کم نہ تھی لیکن اتنی طویل سفر کے باوجود دوران سفر مجھے کچھ بھوک محسوس نہ ہوئی اور میں جوں جوں آگے بڑھتا جاتا مجھے اپنے جسم میں توانائی بڑھتی ہوئی محسوس ہوتی۔ اس طرح میرا تمام سفر بغیر کسی تھکن و بھوک یا محتاجی کے خوبصورت گزرا۔

طویل العمر اور طویل السفار ہونے کی بشارت

حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح ابرویؒ جو کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کے پہلے خادم تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ مجھے ہمیشہ ''محمد طویل'' کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک دن میں نے عرض کیا ''یا غوث الاعظم آپؒ مجھے ''محمد طویل'' کہہ کر پکارتے ہیں جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے میں تو چھوٹے قد کا ہوں''

آپؒ نے فرمایا ''اے محمد! تم طویل العمر اور طویل السفار ہو گے۔''

چنانچہ حضرت شیخ ابو عبداللہ محمدؒ نے طویل عمر پائی اور ایک سو بتیس برس کی عمر پا کر اس

جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ" نے دور دراز کے علاقوں کا سفر بھی کیا یہاں تک کہ آپ" کوہِ قاف بھی گئے۔

چور کو ابدال بنادیا

شاہ ابوالمعالی" نے اس واقعہ کو تحریر فرمایا ہے جیسے حضرت شیخ داؤد" بیان فرمایا کرتے تھے وہ کہتے ہیں چونکہ حضور غوث الاعظم" کی بارگاہ میں بڑے بڑے امراء ورؤساء حاضر ہوا کرتے تھے اور علم ومعرفت ہی نہیں دولت ظاہری کی عنایات بھی خوب ہوا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ ایک چور آپ" کے گھر میں داخل ہوا اس سوچ سے کہ جہاں بڑے بڑے تونگر غنی لوگ آتے ہیں کیوں نہ ایسی جگہ پر ہاتھ لگایا جائے تاکہ بہت کچھ حاصل کر کے اپنی خواہشات کو پورا کرسکوں۔

وہ چور اس غرض سے چھپ چھپا کر آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوگیا سب احباب آپ" کے گرد تشریف رکھے ہوئے تھے اور کسی کو اس بات کی خبر نہ تھی لیکن اللہ کے اس ولی کامل حضور غوث الاعظم" پر یہ بات مخفی نہ تھی اور آپ" اس کے معاملہ کو باطنی آنکھ سے خوب دیکھ رہے تھے۔

چور ایک کمرہ میں داخل ہوا لیکن کچھ نہ پاسکا اور اندھا ہوگیا۔ اس کی آنکھوں پر بے نوری کا سیاہ پردہ ڈال دیا گیا۔ حضور غوث الاعظم" نے سوچا کہ ہمارے کوچے میں مراد لے کر آنے والا شخص نامراد لوٹ جائے یہ تو ہمارے شایانِ شان نہیں۔

اتنے میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور آپ" سے فرمایا "اے اللہ کے دوست! ممالک میں سے ایک ملک میں ابدالوں میں سے ایک ابدال قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا ہے اس لیے وہاں کے لیے کسی ابدال کو مقرر فرمادیں۔"

آپؒ نے فرمایا ''ایک شکستہ دل شخص ہمارے گھر میں بھی پڑا ہے۔'' چنانچہ جس شخص کے متعلق کسی کو خبر نہ تھی آپؒ نے اسے بلوالیا اور اس پر نظر کرم فرمائی تو اس کا سینہ علوم و معارف سے بھر گیا پھر فرمایا کہ ہمارے گھر میں آئے ہو اور تم خالی ہاتھ لوٹ جاؤ ہمیں یہ گوارا نہ گزرا اس لیے ہم نے تمہیں فلاں ملک کا ابدال مقرر کیا ہے۔

پھر نظر کرم فرمائی اور اسے ابدال بنا دیا۔ جب حاضرین محفل نے آپؒ کی یہ کرامت دیکھی تو حیران رہ گئے۔

ملاقات کی آرزو پوری کردی

شیخ محمد بن خضرؒ اپنے والد گرامی کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خضرؒ حضور غوث الاعظمؒ کی صحبت میں تشریف فرما تھے اور آپؒ کی صحبت مبارکہ سے خوب استفادہ کر رہے تھے عین اسی وقت دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر شیخ احمد کبیر رفاعیؒ سے ملاقات ہو جاتی تو کیا خوب تھا۔

حضرت خضرؒ نے اس بات کا خیال ہی کیا تھا کہ حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ''اے خضرؒ یہ دیکھو شیخ احمد کبیر رفاعیؒ تمہارے سامنے ہیں ان سے ملاقات کرلو۔''

حضرت خضرؒ نے جب نظریں اوپر اُٹھائیں تو شیخ احمد کبیر رفاعیؒ کو اپنے سامنے پا کر حیران رہ گئے اور پھر سلام کیا تو شیخ احمد کبیر رفاعیؒ نے فرمایا۔ اے خضر! جو شخص شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ملاقات کر لیتا ہے۔ اسے میری ملاقات کی ضرورت نہیں رہتی یہ فرما کر شیخ احمد کبیر رفاعیؒ غائب ہو گئے۔

اس طرح خضرؒ کے دل میں ملاقات کی خواہش کو حقیقت میں بدل دیا گیا۔

☆☆☆☆

چوہیا کے گرنے کا قصہ

ایک رات حضور غوث الاعظمؒ کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت پر سے ایک چوہیا نے کئی بار مٹی کرچی تو وہ آپؒ پر پڑی۔ آپؒ نے ہر بار مٹی صاف کی لیکن جب اس چوہیا نے بار بار ایسا کیا تو آپؒ نے چھت کی طرف سر اُٹھا کر جلالت کی نظر سے دیکھا اور فرمایا۔ تیرا سر اُڑ جائے۔

آپؒ کے یہ فرمانے کی دیر تھی کہ چوہیا فوراً زمین پر گری اور اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ اس پر آپؒ بہت آبدیدہ ہوئے اور آپؒ پر رقت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ ایک خادم بھاگتا ہوا آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا جب یہ معاملہ دیکھا تو عرض کیا۔ حضور! آپؒ اس بات پر پریشان کیوں ہیں پھر آنسو بھی بہا رہے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا۔

”ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے مجھے اذیت پہنچے اور کہیں اس کا بھی یہی حال نہ ہو۔“

دیگر اولیاء اللہ پر عظمت

حضرت شیخ ابوالعاص موصلیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے والد گرامی نے خواب میں دیکھا ایک بہت بڑی محفل لگی ہوئی ہے۔ بہت سے اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے اور اس محفل کی صدارت حضور سیدنا غوث اعظمؒ کر رہے تھے۔

اس محفل میں اولیاء اللہ میں سے بعض کے سر پر صرف ایک عمامہ اور ایک چادر اور بعض کے سر پر عمامہ اور دو چادریں تھیں لیکن آپؒ کے سر اقدس پر عمامہ اور تین چادریں تھیں۔ میں ابھی آپؒ کی عظمتِ جمال کا مشاہدہ کر رہا تھا اور سوچ ہی رہا تھا کہ ایسا کیوں ہے کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ آپؒ اپنی ذات کے ساتھ میرے سرہانے کھڑے تھے۔

میرے بیدار ہوتے ہی فرمایا کہ تم ان تین چادروں کے متعلق سوچ رہے ہو تو سنو! ان میں سے ایک چادر شریعت کی ہے دوسری حقیقت کی ہے اور تیسری عظمت و بزرگی کی ہے۔

ایک عورت کی جن سے رہائی

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں اصفہان سے ایک شخص حاضر ہوا اور پریشانی کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔ آپؒ کے خادم سے کہنے لگا میں ابھی حضور غوث الاعظمؒ سے ملاقات کا خواہشمند ہوں۔ خادم اس شخص کو حضور غوث الاعظمؒ کے پاس لے گیا وہ آپ کے قدموں میں گر کے رو کر عرض کرنے لگا کہ میری بیوی کو مرگی کی بیماری ہے اور میں ہر قسم کے جھاڑ پھونک والے لوگوں سے مل چکا ہوں لیکن میرا معاملہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ آپؒ میرے اس مسئلہ کا حل نکالیں۔ آپؒ نے اس شخص کو مخاطب فرمایا۔

''تمہاری بیوی کو وادی سراندیپ کا ایک سرکش جن تنگ کرتا ہے اس کا نام خانس ہے۔ اور اب اگر مرگی کا دورہ پڑے تو اپنی بیوی کے کان میں کہنا۔ اے خانس! شیخ عبدالقادرؒ تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو یہاں سے چلا جا۔''

چنانچہ وہ شخص واپس گیا اور جا کر ایسا ہی کیا۔ تو فوراً مرگی کے دورے ختم ہو گئے اور دوبارہ ایسا کبھی نہ ہوا۔

روایات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضور غوث الاعظمؒ کی آخری حیات مبارکہ کے چالیس سال تک بغداد شریف میں کسی کو مرگی نہیں ہوئی۔

ابدالیوں کا سرتسلیم خم کرنا

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ کو علم ہوا کہ ملک شام کے ایک علاقہ کے ابدال کا وصال ہو گیا ہے۔ حضور غوث الاعظمؒ اپنے روحانی تصرف سے فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ اس ابدال کی نماز جنازہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بہت سے اولیاء کرامؒ اور قطب و ابدال تشریف لائے ہوئے تھے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپؒ نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ فلاں کافر جو کہ قسطنطنیہ میں رہتا ہے اسے یہاں لے آئیں حضرت خضر علیہ السلام نے اس کافر کو وہاں پیش کر دیا۔ پھر حضور غوث الاعظمؒ نے نظر کرم فرمائی تو وہ آپؒ کے دستِ حق پر ایمان لے آیا پھر آپؒ نے اس کی مونچھوں کو پست کروایا۔

اس کے بعد حضور غوث الاعظمؒ نے ایک مرتبہ پھر نظر کرم فرمائی اور اس کے سینے کو علم ومعرفت سے بھر دیا اور اسے ابدال کے درجہ پر فائز کر دیا۔ اس کے بعد آپؒ نے تمام ابدالیوں کو مخاطب فرمایا کہ میں نے اس شخص کو فلاں ابدال کی جگہ اسکے مقام پر تعین کر دیا ہے۔ آپؒ کے اس ارشاد پر سب ابدالیوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔

ظالم قاضی کی معزولی

ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے ابوالوفا یحیٰ بن سعید کو قاضی کے عہدہ پر مامور کر دیا۔ یہ شخص بہت ظالم تھا۔ جب لوگوں نے حضور غوث الاعظمؒ کو اس ظالم قاضی کی خبر دی تو ایک مرتبہ خلیفہ وقت حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضور غوث الاعظمؒ منبر شریف پر تشریف فرما تھے ۔آپؒ نے خلیفہ وقت کو مخاطب فرمایا۔

"خلیفہ وقت! تم نے ایک ظالم آدمی کو قاضی کے عہدہ پر فائز کیا ہے۔ کیا تم اس وقت سے نہیں ڈرتے جب تمہیں قیامت کے دن اللہ کے روبرو پیش کیا جائے گا تو تم اس کے متعلق کیا جواب دو گے۔"

خلیفہ وقت آپؒ کی بات سن کر کانپ اُٹھا اور فوراً قاضی کو عہدہ سے معزول کر دیا۔

مردوں کو زندہ کیا

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ بغداد شریف کے ایک محلّہ سے گزر رہے تھے آپؒ کو خبر پہنچی کہ اس محلہ

میں ایک عیسائی اور ایک مسلمان کا اس بات پر جھگڑا ہو رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں یا کہ رسول اللہ ﷺ افضل ہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی آخر زمان ﷺ سے افضل ثابت کرنا چاہتا ہے جبکہ مسلمان آنحضرت ﷺ کی افضلیت کو بیان کرتا ہے۔

حضور غوث الاعظم ؒ نے اس عیسائی اور مسلمان دونوں کو بلوالیا اور پھر ان کا معاملہ سنا اور فرمایا۔ ''اے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے نیک بخت انسان! تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت کے لیے کیا دلیل پیش کرتے ہو؟''

عیسائی نے کہا ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔''

آپ ؒ نے فرمایا ''میں نبی نہیں ہوں لیکن نبی آخر زمان ﷺ کا ادنیٰ سا غلام ہوں اگر میں کسی مردہ کو زندہ کردوں تو کیا تم دین اسلام قبول کرلو گے؟'' اس عیسائی نے کہا کیوں نہیں اگر آپ ؒ ایسا کردیں تو میں آپ ؒ کے دستِ مبارک پر ہی اسلام قبول کروں گا۔

حضور غوث الاعظم ؒ نے فرمایا ''یہاں بغداد شریف میں کوئی پرانی قبر ہے تو مجھے وہاں لے چلو۔'' چنانچہ آپ ؒ کو ایک پرانی بوسیدہ قبر کے پاس لے جایا گیا۔ آپ ؒ نے عیسائی سے پوچھا ''بھلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت کیا فرماتے تھے؟''

عیسائی نے جواب دیا ''قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو)۔

آپ ؒ نے فرمایا ٹھیک ہے سو یہ ایک گویا (گانے گانے والا) تھا اور اپنی تمام زندگی میں اس نے گانے بجانے کا کام کیا ہے اگر تم چاہو تو اب بھی یہ گانا گاتا اٹھے گا۔ ''عیسائی نے کہا'' بالکل میں ایسا ہی چاہتا ہوں''۔

حضور غوث الاعظم ؒ نے قبر سے مخاطب ہو کر کہا ''قم باذن اللہ'' تو وہ گویا زندہ ہو گیا اور اس کی قبر شق ہوئی وہ گانا گاتا ہوا باہر نکلا۔ عیسائی نے جب یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو فوراً حضور غوث الاعظم ؒ کے قدموں میں گر گیا اور آپ ؒ کے دست حق پرست پر ایمان لے آیا۔

دل کی مراد پوری ہونا

ایک مرتبہ حضرت شیخ المشائخ حضرت ابوالقاسم خلف بن عیاش شافعیؒ نے حضرت ابوعمر وعثمان بن اسماعیلؒ کو بغداد بھیجا تاکہ مسند احمد بن حنبل کا نسخہ لے کر آئیں۔

حضرت ابوعمر وعثمان بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں یہ ۵۰۹ ہجری کا واقعہ ہے میں نے اپنے شیخ ؒ کے حکم کی تعمیل کے لیے بغداد شریف کے سفر کے لیے سامان تیار کیا اور چل دیا۔ جب میں بغداد شریف پہنچا تو لوگوں کو حضرت غوث الاعظمؒ کی طرف مائل پایا۔ لوگ ہر وقت انہیں کی باتیں کرتے تھے۔ مجھے لوگوں سے یہ خبر ملی کہ آپؒ جو فرماتے ہیں وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی باتوں نے مجھے آپؒ کی ملاقات کا مشتاق بنا دیا۔

ایک دن میں نے آپؒ سے ملاقات کی ٹھان لی لیکن دفعتاً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر آپؒ میرے دل کی یہ بات بتا دیں گے تو میں آپؒ کی ولایت کا قائل ہو جاؤں گا۔ اور میں نے بھی خلاف عادت بات سوچی جس کا کسی طرح بھی پورا ہونا نظر نہ آتا تھا۔ کہ جب میں آپؒ کے پاس جاؤں اور سلام کروں تو آپؒ مجھے میرے سلام کا جواب نہ دیں۔ بلکہ مجھ سے منہ پھیر کر اپنے خادم سے فرمائیں کہ اس آنے والے کے لیے ایک چھوہارے کا ٹکڑا اور شہد اور ایک دانگ لاؤ اور جب یہ دونوں چیزیں آجائیں تو آپؒ مجھے کلاہ اپنے ہاتھوں سے پہنائیں اور میرے سلام کا جواب دیں۔

چنانچہ جب میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپؒ نے سلام کا جواب نہ دیا اور منہ پھیر کر اپنے خام کو فرمایا کہ اس آنے والے کے لیے ٹکڑا چھوہارے کا، شہد اور ایک دانگ لاؤ۔ جب آپؒ کا خادم وہ چیزیں لے آیا تو آپؒ نے اپنے ہاتھوں سے مجھے کلاہ پہنایا اور پھر میرے سلام کا جواب دیا۔ میں یہ تمام معاملہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو خیال میں نے دل میں باندھا ، جو الفاظ میں نے دل میں سوچے، آپؒ نے بالکل وہی کیا۔

پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''اے خلف تم یہی چاہتے تھے لو ہم نے وہ بات پوری کر دی جو تم نے دل میں سوچی''۔ اس پر میں حضور غوث الاعظمؒ کی عظمت کا قائل ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے آپؒ کی خدمت میں رہ کر احادیث کا علم حاصل کیا۔

مخفی بات کا علم

حضرت ابوالفرح بن الہامیؒ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بغداد شریف کے محلہ باب الازج کسی کام کے سلسلہ میں جانا پڑا۔ واپسی پر میں حضور غوث الاعظمؒ کے مدرسہ کے قریب سے گزرا تو عصر کی اذان ہو رہی تھی چنانچہ میں نے سوچا یہیں کچھ دیر قیام کروں۔ نمازِ عصر بھی ادا کروں۔ میں آپؒ کی زیارت کا شرف بھی حاصل کروں۔

جب میں مدرسہ میں داخل ہوا تو جماعت کھڑی پائی۔ جلدی میں مجھے وضو کا خیال بھی نہ رہا اور میں جماعت سے جاملا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا ''بیٹا! تمہیں نسیان کا مرض بہت غالب ہے تم نے وضو کے بغیر ہی نماز ادا کر لی ہے۔''

میں آپؒ کی یہ بات سن کر حیران ہو گیا کہ اس بات کا تو مجھے خود کو بھی علم نہ تھا۔

مشکل حل ہو گئی

حضرت شیخ عبدالجبائیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری ملاقات ایک شخص سے ہوئی جو دمشق کا رہنے والا تھا۔ اس نے مجھے اپنی زندگی کا ایک یادگار واقعہ بیان کیا۔

کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میں سفر پر نکلا تو میری ملاقات بشر المفرضی نامی ایک شخص سے ہوئی وہ چودہ اونٹوں پر شکر لادے تجارت کی غرض سے لے جا رہا تھا اس کا گزر رات کے وقت ایک

جنگل سے ہوا۔ راستہ بہت ہی دشوار اور مصیبت والا تھا۔ اس دوران اس کے چار اونٹ کہیں گم ہو گئے۔

بشر المفرضی نے انہیں بہت تلاش کیا لیکن وہ انہیں کہیں بھی نہ پاسکا۔ آخر تلاش کرنے سے قاصر آنے پر دفعتاً اسے یاد آیا کہ ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ نے مجلس وعظ میں فرمایا تھا کہ جب کسی کو کوئی مشکل پیش آئے اور وہ مشکل حل نہ ہو رہی ہو تو مجھے یاد کر لینا۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی بشر المفرضی نے جنگل میں بلند آواز سے حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پکارا۔

طلوع فجر کا وقت قریب تھا انہوں نے دیکھا کہ سامنے ایک ٹیلے پر ایک بزرگ سفید لباس میں کھڑے ہیں۔ ان کا چہرہ نورانی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے ٹیلے کی دوسری جانب اشارہ کیا۔ بشر المفرضی جب اشارے کے مطابق ٹیلے کی دوسری جانب پہنچا تو وہاں اپنے چاروں اونٹوں کو کھڑا پایا۔ پھر انہیں ہانک کر بقیہ اونٹوں کے پاس لے آیا۔ اس طرح بشر المفرضی کو اس کے گم شدہ اونٹ واپس مل گئے۔

لوٹا ہوا مال واپس کر دیا

حضرت شیخ ابو عمر وعثمان صیرفیؒ اور حضرت ابو محمد عبدالحق الحریمی رحمۃ اللہ علیہم حضور غوث الاعظمؒ کی اس کرامت کو بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ نے وضو فرمانے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؒ نے یکایک اپنے دونوں جوتے مبارک کو ہوا میں اس زور سے پھینکا کہ دونوں جوتے مبارک ہماری نظروں سے غائب ہو گئے لیکن ہم میں سے کسی کو آپؒ کے جلال کی وجہ سے اتنی جرأت نہ ہوئی کہ آپؒ سے ان کے متعلق دریافت کریں۔

ہمیں آپؒ کی خدمت مبارکہ میں تین دن گزرے کہ ایک قافلہ آپؒ کی ملاقات کے

لیے حاضر ہوا اور آپؒ کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کیا اور ہم نے ان لوگوں کے پاس آپؒ کے دونوں جوتے مبارک پائے جنہیں آپؒ نے ہوا میں پھینکا تھا۔

جوتے مبارک دیکھ کر ہمیں وہ دن یاد آگیا چنانچہ ہم اس معاملہ کی حقیقت جاننے کی غرض سے قافلے والوں کے پاس گئے اور اس کے متعلق سوال کیا۔ ہمارے سوال پر انہوں نے بتایا کہ ہم سامان تجارت لے کر بغداد شریف کی طرف آرہے تھے کہ راہ میں ڈاکوؤں لٹیروں کے ایک گروہ نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہمارا مال اسباب لوٹ لیا اور یہی نہیں مال ومتاع لوٹنے کے بعد ہمارے بہت سے لوگ بھی قتل کر دیئے۔ مال لوٹنے کے بعد جب وہ لوگ آپس میں مال تقسیم کر رہے تھے تو ہم میں سے جو لوگ بچ گئے انہوں نے بلند آواز سے حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پکارا۔

ابھی ہم نے آپؒ کو پکارا ہی تھا کہ ہمیں ایک جانب سے بلند آوازیں آنے لگیں جن سے وہ لٹیروں کا گروہ خوفزدہ ہو گیا۔ ہم نے سمجھا کہ کوئی قافلہ یا گروہ ہماری مدد کے لیے آرہا ہے۔ اتنے میں وہ لٹیرے ہمارے پاس آئے اور ہمیں ہمارا مال واپس کر کے معافی طلب کرنے لگے۔ اس وقت ہم نے لٹیروں کے دونوں سرداروں کو مردہ حالت میں پایا اور ان کے پاس حضور غوث الاعظمؒ کے دونوں جوتے مبارک پانی سے تر پائے۔

ان قافلے والوں کا یہ ماجرہ سن کر ہمیں یاد آیا کہ آپؒ نے اس وقت تازہ وضو کیا جس کی وجہ سے آپؒ کے جوتے مبارک پانی سے تر تھے۔

حضرت خضر الحسینیؒ کو بشارت

حضرت خضر الحسینیؒ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا آپؒ نے مجھے فرمایا کہ تم بغداد شریف سے موصل چلے جاؤ وہاں اللہ تعالیٰ

تمہیں ایک بیٹے سے نوازے گا جس کا نام محمد ہوگا اور جب وہ بچہ سات سال کی عمر کو پہنچے گا تو وہاں ایک علی نامی نابینا شخص اس کو چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کروائے گا۔ اور تم چورانوے سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر پاؤ گے۔ تمھارا وصال اربل شہر میں ہوگا اور بوقت وصال تمہاری بصارت، سماعت اور دیگر تمام اعضاء بالکل درست ہونگے۔

چنانچہ حضرت خضر الحسینیؒ بغداد شریف سے موصل تشریف لے گئے موصل میں کچھ عرصہ قیام کیا اس کے بعد ان کے ہاں ابوعبداللہ محمدؒ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوعبداللہ محمدؒ کی عمر جب سات سال ہوگئی تو حضرت خضر الحسینیؒ نے اپنے بیٹے کے لیے ایک جید حافظ قرآن مقرر کیا تا کہ وہ ان کے بیٹے ابوعبداللہ محمدؒ کو حفظ کروائے۔ یہ استاد نابینا تھے اور جب ان کا نام پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ میرا نام علی ہے۔

پھر جب حضرت خضر الحسینیؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت آپؒ کی عمر مبارک چورانوے سال چھ ماہ اور سات دن تھی اور حضور غوث الاعظمؒ کی تمام بشارتیں مکمل ہوئیں۔ آپکے اعضاء بھی بوقت وصال درست تھے۔

بخار دور ہوگیا

حضرت ابوالمعالی احمد بن مظفر بن یونس بغدادی حنبلیؒ ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میرا بیٹا محمد پندرہ ماہ سے بخار میں مبتلا ہے۔ مسلسل بخار کی کیفیت ہے کسی بھی لمحے بخار کم نہیں ہوتا اور میں اس کی اس کیفیت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ تم گھر جا کر اس کے کان میں کہو۔

''اے ملدم! تجھے شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) حکم دیتے ہیں کہ اسے چھوڑ کر حلہ میں چلی جا''۔

حضور غوث الاعظمؒ کے اس حکم کی تکمیل کے بعد ان کا بیٹا ایسا تندرست ہوا کہ تاحیات انھیں دوبارہ بخار کا مرض لاحق نہ ہوا۔

مادر زاد مفلوج تندرست ہو گیا

شیخ ابوالحسن علی قریشیؒ اور حضرت علی بن ابی نصر الہیتیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور غوث الاعظمؒ کے مدرسہ میں موجود تھے کہ ایک تاجر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کا تعلق بغداد شریف سے تھا۔ عرض کرنے لگا حضور! آپؒ کے جد امجد حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ جب تمہیں کوئی دعوت پیش کرے تو اس کی دعوت کو قبول کرو۔ پس میں آپؒ کو دعوت پیش کرتا ہوں۔ غریب خانے پر ضرور تشریف لائیں''۔

اس کی دعوت کا پیغام سن کر حضور غوث الاعظمؒ نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر اس کی دعوت قبول کر لی۔ پھر حضور غوث الاعظمؒ خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علیؒ نے ایک جانب سے رکاب کو تھاما اور دوسری جانب شیخ ابوالحسینؒ نے رکاب کو تھاما۔ مختصر سے سفر کے بعد جب ہم حضور غوث الاعظمؒ کے ہمراہ اس تاجر کے گھر پر پہنچے تو ہم نے بغداد شریف کے نامور علماء و مشائخ کو وہاں پر موجود پایا۔

اس تاجر نے بڑے بڑے دستر خوان بچھا رکھے تھے جن پر مختلف انواع کے کھانے موجود تھے۔ ابھی حضور غوث الاعظمؒ مسند مبارک پر تشریف فرما ہوئے تھے کہ سامنے سے چند لوگ آتے دیکھائی دیئے جنھوں نے ملکر ایک مٹکا اٹھایا ہوا تھا۔ اس دوران نماز کا وقت ہو گیا تو حضور غوث الاعظمؒ نے سر جھکا لیا اور سر جھکائے بیٹھے رہے کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ کھانا شروع کریں نہ ہی کسی کو نماز کے لیے اٹھ کر جانے کی جرأت ہوئی۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور غوث الاعظمؒ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا ''اس مٹکے کو

کھولا جائے'' جب اس مٹکے کو کھولا گیا تو اس میں ایک لڑکے کو پایا جسے دیکھ کر سب علماء و مشائخ حیران رہ گئے وہ لڑکا آنکھوں سے نابینا تھا اور چلنے پھرنے سے قاصر مفلوج معلوم ہوتا تھا۔ آپؒ نے اس لڑکے کو حکم دیا کہ اللہ عزّ و جل کے حکم سے تندرست ہو جا۔

آپؒ کا یہ فرمان تھا تو وہ لڑکا بالکل تندرست ہو گیا اور ایسے دوڑنے لگا جیسے اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ یہ منظر دیکھ کر تمام حاضرین دعوت میں شور برپا ہو گیا۔ آپؒ نے لوگوں کو بے خبر پایا تو ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے کھانا کھائے بغیر نکل آئے۔

رافضیوں کا معافی مانگنا

حضرت ابو محمد رجب بن ابی منصور داریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابو سعید قیلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس تاجر کا تمام واقعہ آپ سے بیان کیا جس کا بیٹا مفلوج اور نابینا تھا اور حضور غوث الاعظمؒ کی کرامت سے وہ لڑکا بالکل تندرست ہو گیا تو آپؒ نے مجھے کہا کہ حضور غوث الاعظمؒ تو مردوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں۔ پھر آپؒ نے حضور غوث الاعظمؒ کا یہ واقعہ مجھے سنایا۔

''ایک دن میں حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ رافضیوں کی ایک جماعت آئی وہ اپنے ساتھ دو ٹوکرے لائے۔ یہ دونوں ٹوکرے بند تھے۔ حضور غوث الاعظمؒ اس وقت اپنی مسند شریف پر تشریف فرما تھے۔ انھوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ ان میں کیا ہے۔ آپؒ نے ایک ٹوکرے کو کھولنے کا حکم دیا جب اسے کھولا گیا تو اس میں ایک بیمار مفلوج لڑکے کو پایا۔ آپؒ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ''اللہ عزّ و جل کے حکم سے تندرست ہو جا تو وہ لڑکا بالکل تندرست ہو گیا اور ٹوکرے سے نکل کر بھاگنے لگا۔

اس کے بعد حضور غوث الاعظمؒ نے دوسرے ٹوکرے پر نظر فرمائی اور اسے کھولے بغیر فرمایا اس میں تندرست لڑکا ہے اور جب اسے کھولا گیا تو حقیقتاً وہ لڑکا تندرست تھا۔ رافضیوں نے

جب حضور غوث الاعظمؒ کی ان کرامات کو دیکھا تو اپنی قبیح حرکت کے لیے معافی کے طالب ہوئے۔

بے موسم پھل کی خواہش پوری کر دی

ایک مرتبہ خلیفہ ابوالمظفر یوسف عباسی نام کا شخص حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں موجود تھا اور اس کی خواہش تھی کہ وہ آپؒ کی کوئی کرامت دیکھے۔ چنانچہ اس نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؒ میں کوئی کرامت دیکھا چاہتا ہوں تا کہ میرا دل ہر حوالہ سے مطمئن ہو جائے۔ حضور غوث الاعظمؒ نے پوچھا کہ تیرا دل کیا چاہتا ہے وہ بتا ہم اسے پورا کر دیتے ہیں؟

حضور غوث الاعظمؒ کے اس فرمان کو سن کر اس نے عرض کیا حضور ایک سیب چاہتا ہوں ۔حالانکہ اس وقت عراق میں سیبوں کا موسم بھی نہ تھا۔ حضور غوث الاعظمؒ نے فضا میں اپنا ہاتھ بلند کیا اور اس شخص کے دیکھتے ہی دیکھتے آپؒ کے دست مبارک میں دو سیب آ گئے۔ آپؒ نے ایک سیب ابوالمظفر یوسف کو دیا اور دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھا۔

جب ابوالمظفر یوسف نے اپنا سیب چیرا تو اس میں سے کیڑا نکل آیا پھر حضور غوث الاعظمؒ نے اپنا سیب چیرا تو وہ انتہائی صاف نکلا اور اس میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ ابوالمظفر یوسف نے عرض کیا کہ حضورؒ ایسا کیوں ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ تیرے سیب میں سے کیڑا اس لیے نکلا کیونکہ اس سیب کو کسی ظالم کا ہاتھ لگا ہے۔

لڑکی کی واپسی

ایک مرتبہ ابوسعد عبداللہ بن احمد بغدادی ازبی حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پریشان حال میں عرض کرنے لگے۔ حضورؒ میری ایک کنواری بیٹی ہے جس کی عمر سولہ سال ہے اور اس کا نام فاطمہ ہے آج وہ گھر کی چھت پر گئی تو اسے کوئی چیز اٹھا کر لے گئی ہے اور میں

اس وقت سے بہت پریشان ہوں۔

حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ آج رات تم کرخ کے ویرانے میں جانا اور وہاں پانچوں ٹیلے کے پاس جا کر دائرہ کھینچ لینا اور بسم اللہ علی نیۃ عبدالقادر پڑھ کر اس میں بیٹھے رہنا اور صبح تک تمھارے سامنے مختلف ڈراؤنی شکلیں آئیں گی تم انھیں دیکھ کر ڈرنا مت اور جب صبح ہوگی تو جنوں کا بادشاہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تمھارے پاس آئے گا اور وہ تم سے تمھاری حاجت پوچھے گا تو تم اسے اپنی حاجت بیان کرنا وہ اسے ضرور پوری کرے گا۔

چنانچہ ابوسعید عبداللہؒ نے ایسا ہی کیا رات بھر مختلف ڈراؤنی شکلیں سامنے آتیں رہیں مگر دائرہ میں کوئی بھی نہ آسکا۔ علی الصبح وہاں سے جنوں کے بادشاہ کا گزر ہوا جس کے ساتھ پوری جماعت تھی۔ بادشاہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور کہنے لگا تمھاری کیا حاجت ہے تو ابوسعید عبداللہؒ نے اپنی حاجت بتائی تو جنوں کے بادشاہ نے حکم دیا جاؤ اور جس نے یہ کام کیا ہے اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ اتنی دیر بادشاہ دائرے کے کنارے آبیٹھا اور اس کی بقیہ جماعت بھی بیٹھ گئی۔

کچھ وقت بعد کچھ جن ایک سرکش جن کو پکڑ کر لے آئے جس کے ساتھ ابوسعد عبداللہؒ کی بیٹی بھی تھی بادشاہ کو بتایا گیا کہ یہ جن ملک چین کا رہنے والا ہے اور بہت سرکش ہے۔ پھر بادشاہ نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا ”تم نے قطب وقت کے قدموں سے لڑکی اٹھانے کی جرأت کیوں کی ہے“ تو وہ بولا ”میں اس لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا“ بادشاہ جن نے اس جن کا سر قلم کرنے کا حکم دے دیا اور ابوسعد عبداللہؒ کی بیٹی انھیں واپس لوٹا دی۔

ابوسعد عبداللہؒ نے جن کو مخاطب کیا ”تم نے تو عبدالقادر جیلانیؒ کا حکم بجالانے میں ذرا بھی کمی نہ کی“، تو وہ جنوں کا بادشاہ کہنے لگا ”وہ گھر بیٹھے ہم جیسے سرکشوں کو جانتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ جب کوئی قطب مقرر کرتا ہے تو اسے تمام جن وانس پر حکومت دیتا ہے“۔

ایک چادر اور دس دینار

حضرت ابوبکر القیمیؒ اپنی زندگی کا یہ واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی عمر میں میں شتربانی (اونٹ چرانے) کا کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے حج کے سفر کا اتفاق ہوا۔ اس وقت میرے ساتھ ہمسفر شخص کو اپنی موت کا خوف لاحق ہوا کہ وہ عنقریب مرجائے گا تو اس نے مجھے ایک چادر اور دس دینار دیئے اور کہا کہ جب بغداد شریف واپس لوٹنا تو حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں یہ میری طرف سے پیش کرنا۔

اب ہوا یہ کہ اس وصیت کے بعد کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ انتقال کرگیا اور میں نے حج پورا کیا پھر واپس بغداد شریف کا سفر اختیار کیا۔ جب میں بغداد شریف پہنچا تو میری نیت میں لالچ پیدا ہوگئی سوچا اس چادر اور دیناروں کا میرے علاوہ کسی کو کیا علم ہے چنانچہ انھیں اپنے استعمال میں لاتا ہوں اس طرح میں نے یہ امانت اپنے لیے ہی رکھ لی۔

ایک دن میں بازار سے گزرا تو میری ملاقات حضور غوث الاعظمؒ سے ہوگئی۔ میں نے آپؒ کو سلام عرض کیا تو آپؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''تم نے دس دیناروں اور ایک چادر کے لیے بھی اللہ کا خوف نہیں رکھا۔ اور میری امانت اپنے استعمال میں لے آئے'' پھر ان کی وجہ سے میرے پاس آنا بھی چھوڑ دیا۔

آپؒ کی یہ بات سن کر مجھ پر غشی طاری ہوگئی اور میں بے ہوش ہوگیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں فوراً دس دینار اور وہ چادر لے کر آپؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور معافی طلب کی۔ آپؒ نے مجھے معاف فرمادیا۔

☆☆☆☆

تصانیف حضور غوث الاعظم ؒ

حضور غوث الاعظم ؒ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ آپؒ نے بہت ہی مصروف زندگی گزاری ہے نہ صرف حقوق اللہ کے معاملات نمٹائے بلکہ حقوق العباد کی بھی خوب پابندی کی۔ طلباء کو صرف روحانیت کی تعلیم دی بلکہ علم و عرفان کے متلاشیوں کو شریعت حقہ سے بھی آگاہ فرمایا لیکن اسقدر مصروفیت کے باوجود علم و معرفت کے فقیروں کے لیے چند نادر المثال تصانیف کیں۔ جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ فتوح الغیب

۲۔ غنیۃ الطالبین

۳۔ مراتب الوجود

۴۔ آدابِ سلوک وتوصل الی منازل ملک الملوک

۵۔ بشائر الخیرات

۶۔ دیوان غوث اعظم ؒ

۷۔ فتح ربانی

۸۔ سرالاسرار ومظہر الانوار

۹۔ تحفۃ المتقین وسبیل العارفین

۱۰۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر

دیوان غوث اعظم ”آپؒ“ کا شاعری مجموعہ ہے جس کے مطالعے سے معرفت الٰہی حقیقت زندگی اور عشق حقیقی کے گہرے راز منکشف ہوتے ہیں بلکہ یوں کہہ لیں اپنے قاری کو روحانیت اور تصوف سے متعلقہ ہر سوال کا جواب دیتا ہے۔

☆☆☆☆

وصال مبارک

حضور غوث الاعظمؒ کا وصال ربیع الثانی 561 میں ہوا اور حتمی تاریخ کے بارے میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے البتہ ترجیحی قول کے مطابق 17 تاریخ ہے کیونکہ اس تاریخ پر آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔

وصال کے وقت حضور غوث الاعظمؒ کی عمر مبارک اکیانوے برس ہو چکی تھی۔ حضور غوث الاعظمؒ نے وصال سے قبل ہی اپنے وصال کی خبر گھر والوں کو دے دی آپؒ کی بات سن کر سب کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔

وقت وصال صاحبزادے کو وصیت

وصال کے وقت آپؒ نے اپنے صاحبزادہ حضرت شیخ سید عبدالوھابؒ کی طلب پر انھیں درج ذیل نصیحتیں کیں۔

1 اللہ عزوجل کے احکام پر عمل درآمد کرنا

2 شریعت کے ظاہر احکام کی پابندی کرنا

3 سینہ کو حسد، بغض اور کینہ سے پاک رکھنا

4 نفس کی سرکشی سے بچنا

5 عطا کردہ شے کو خیرات کر دینا

6 خلقت کی ایذا برداشت کرنا

7 خلقت کو ایذا نہ دینا

8 چہرہ کی بشاشت قائم رکھنا

9 درویشوں کو حرمت نگاہ میں رکھنا

10 چھوٹوں کو نصیحت کرنا

11 رفیقوں سے لڑائی ترک کرنا

12 برادران دین سے نیک صحبت رکھنا

13 ایثار کا لازم پکڑنا

14 مال ذخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا

15 اس شخص کی صحبت ترک کرنا جو سالکوں کے زمرہ میں نہ ہو

16 دین دنیا کے کاموں میں مسلمانوں کی مدد کرنا

17 خلقت کا محتاج نہ ہونا

18 خلقت سے بے نیاز ہونا

19 فقر کو علم سے ابتداء نہ کر بلکہ نرمی سے ابتداء کر

20 نفس کی مالوفات و مستحنات کو ترک کر

پھر فرمایا

''اے بیٹے اپنے اندر ذیل کی خصلتیں پیدا کر''

21 سخاوت حضرت ابراہیمؑ سے سیکھ

22 رضا حضرت اسحاقؑ سے سیکھ

23 صبر حضرت ایوبؑ سے سیکھ

24 اشارت ومناجات حضرت زکریاؑ سے سیکھ

25 بحر وتضرع حضرت یحییٰؑ سے سیکھ

26 صوف حضرت موسیٰؑ سے سیکھ

27 سیاحت حضرت عیسیٰؑ سے سیکھ

28 فقر حضور نبی کریم ﷺ سے سیکھ

پھر فرمایا

''بیٹا مومن کے لیے یہ باتیں نہایت ضروری ہیں''

29 سب سے پہلے فرائض میں مشغولیت

30 پھر سنتوں میں مشغولیت

31 پھر عبادت نافلہ میں مشغولیت

پھر فرمایا

''ان خطرات سے اپنے آپ کو بچاؤ''

32 نفس کا خطرہ

33 شیطان کا خطرہ

34 فرشتہ کا خطرہ

35 روح کا خطرہ

36 عقل کا خطرہ

37 یقین کا خطرہ

پھر فرمایا

''بیٹا اپنے اندر ذیل کی خوبیاں پیدا کر''

38 ہر وقت توبہ استغفار میں مشغول رہنے کی کوشش

39 قناعت کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش کرنا

40 ناجائز اور حرام ذرائع سے عیش وعشرت حاصل کرنا

41 اپنے ہر معاملہ میں خدا پر بھروسہ کرنا

42 اپنی محنت تدبیروں کو اپنے کاموں میں کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھنا

43 مصیبت وتکالیف میں صبر سے کام لینا

44 ہر کام میں نمود ونمائش سے اجتناب کرنا

45 ہر کام محض خوشنودی الٰہی کے لیے کرنا

46 غرور وتکبر سے بچنا

47 سادہ زندگی گزارنا

48 وقت کی پابندی کرنا

49 غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ کرنا

50 دین کی پابندی، خدمت اور تبلیغ کرنا

وصال سے ایک دن قبل کی کیفیت

جن دنوں میں حضور غوث الاعظمؒ پر وصال کی کیفیت طاری تھی آپؒ نے اپنے صاحبزادے حضرت سید عبدالوہابؒ کو فرماتے کہ تم میرے پاس سے دور ہو جاؤ کیونکہ ظاہر میں تمھارے پاس ہوں مگر باطن صرف اللہ کے ساتھ۔ اور اس وقت کچھ لوگ یہاں تشریف لانے والے ہیں تم ان کے لیے جگہ فراخ کردو۔ اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے ان پر جگہ تنگ نہ ہونے

دو۔

آخری گھڑیاں

۱۷ربیع الثانی بروز سوموار آپؒ نے وصال سے قبل تازہ پانی سے غسل فرمایا اور پھر نماز عشاء ادا کی۔آپؒ کے صاحبزادے عبدالجبارؒ نے دریافت کیا کہ حضور آپؒ کے جسم کے کس حصہ میں تکلیف ہے؟ فرمایا ''تمام اعضاء میں تکلیف ہے ہاں مگر دل محفوظ ہے اس لیے کی وہ یادالٰہی کا خزینہ اور جلوہ محمد ﷺ کا مدینہ ہے''

آپؒ نے نماز عشاء ادا کی اور کافی دیر تک سجدہ ریز رہے اور پھر سب مسلمانوں کے لیے بار بار یہ دعا مانگتے ''اے میرے کریم مالک عزوجل! میرے محبوب محمد ﷺ کی امت کو بخش دے۔ اے اللہ! محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما۔ اے اللہ عزوجل! محمد ﷺ کی امت سے درگزر فرما'' پھر ایک لمبے سجدہ کے بعد آپؒ نے سر اٹھایا تو غیب سے نداء آئی۔

''اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو'' حضور غوث الاعظمؒ ان کلمات کو سن کر اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ آپؒ کی زبان مبارک سے ذیل کے کلمات جاری ہوئے۔

''میں رب العزت عزوجل سے مدد لیتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو زندہ ہے نہ اسے موت ہے اور نہ خوف، پاک ہے وہ جو قدرت سے باعزت ہے جو بندوں پر موت طاری کرنے پر قادر ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰؒ جو اس وقت آپ کے پاس تھے بیان کرتے ہیں نزع کی وجہ سے آپ کی زبان میں لکنت آئی اور ایک لفظ کی ادائیگی

صحیح نہ ہورہی تھی بار باراسی کوادا کر رہے تھے حتیٰ کہ آپؒ نے بلند آواز سے اسے ادا کیا پھر فرمایا اللہ اللہ اللہ اسکے ساتھ ہی آپؒ کی آواز مبارک پست ہوگئی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ط"

جنازہ و تدفین

آپؒ کی روح مبارک پرواز کرنے کی دیر تھی سارے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح خبر پھیل گئی ہر سننے والے کی آنکھ آنسوؤں سے تر اور دل رو رہا تھا۔ آپ کے طلباء کی بھی ایک کثیر تعداد تھی۔ صرف علمی دنیا میں ہی نہیں روحانی، ظاہری و باطنی دنیا میں بھی آپؒ سے فیض حاصل کرنے والوں کی تعداد کم نہ تھی۔ ہر کوئی وقت کے غوث کا چہرہ دیکھنے کو ترس رہا تھا۔ آپؒ کو آخری غسل دیا اور آپ کی نماز جنازہ آپؒ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہابؒ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں آپ کے صاحبزادگان، تلامذہ، خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپؒ کو آپؒ کے مدرسہ میں دفن کیا گیا اور تدفین کا عمل رات کے وقت کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؒ کے عقیدت مندوں کی تعداد بہت کثیر تھی جس کی وجہ سے تدفین کا معاملہ دن کو نہ ہوسکا۔

☆☆☆☆

اقوالِ مبارکہ

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ حضور غوث الاعظمؒ کے وعظ و بیان کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضور غوث الاعظمؒ کی زبان مبارکہ میں ایک خاص تاثیر تھی جب آپؒ آیات وعید کے معانی بیان فرماتے تو سامعین و حاضرین کے چہروں کی رنگت اڑ جایا کرتی۔ لوگ خوب گریہ زار ہو رہے ہوتے اکثر لوگ بے ہوش ہو جایا کرتے کبھی کبھی تو جب آپؒ خوب جوش سے آیات الٰہیہ تلاوت فرماتے تو مجلس میں بعض لوگوں کا دوران مجلس انتقال ہو جاتا۔

جب بھی آیات وعدہ و انعام بیان کرتے تو ان کے لیے بھی آپ کا انداز ایسا پر تاثیر ہوتا کہ لوگ جھومنے لگتے اور اس وقت آپؒ کے بیان میں اتنی مٹھاس ہوتی کہ لوگ مست ہو جاتے۔ پھر آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں نئے نئے فاسق و بدکار لوگ توبہ نہ کرتے عیسائی و یہودی مسلمان نہ ہوتے۔ آپؒ کے وعظ و بیان سے ہر کوئی مستفید ہوتا۔

آپؒ کے ارشادات ہر طبقہ کے افراد کے لیے مشعل راہ ہیں اور ہر کوئی آج بھی ان سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے بس عمل شرط ہے۔ حضور غوث الاعظمؒ کے چند اقوال درج ذیل ہیں

حقیقی امن: گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

آزمائش: ایمان والوں کے لیے ہمیشہ آزمائش ہوتی ہے۔

باعث تعجب: تعجب ہے اس پر جو آخرت پر ایمان رکھے اور پھر گناہ بھی کرے۔

اندھا شخص: جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔

اہمیت اخلاص: اے عمل کرنے والے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر ورنہ مشقت فضول ہے۔

قرب حق کی ضد: کفران نعمت اور خودستائی قرب حق کی ضد ہیں۔

حصولِ خوشی: خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش کرو۔

حبِ دنیا: دنیا کی محبت سے خاصان خدا کو پہچاننے والی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔

شکوہ نہ کرو: اللہ تعالیٰ سے بندوں کا شکوہ نہ کرو۔ جب تک کہ زندگی کا دروازہ کھلا ہے اسے غنیمت جانو۔

دنیا کا وجود: دنیا تمھارے ہاتھ میں تو رہے لیکن دل پر اس کا قبضہ نہ ہونے پائے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد کرو اللہ ہی کی محبت کا تمھارے دل پر قبضہ ہو۔

بے عقل و دانش کام: اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو راضی رکھنا عقل و دانش سے دور ہے۔

عمل کی حقیقت: جس عمل میں تجھے حلاوت نہ آئے سمجھ وہ عمل تو نے کیا ہی نہیں

محبت خدا اور رسول: اللہ تعالیٰ اور حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت فقر و فاقہ سے ملی جلی ہوتی ہے۔

بے ادب شخص: بے ادب شخص خالق و مخلوق دونوں کا معتوب ہے۔

سخت جہاد: باطن کا جہاد ظاہر کے جہاد سے زیادہ سخت ہے۔

حساب کتاب: تو مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے جبکہ ان کے مکانوں میں بسیرا دوسرے لوگ کریں گے اور حساب تو دے گا۔

ضائع اعمال: جس نے دکھاوے کے لیے اعمال کیے اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔

بچو: ایسی نعمت سے بچو جو تمھیں منعم سے دور کر دے۔

باعمل عالم: باعمل عالم اللہ کا نائب ہوتا ہے۔

بے فائدہ علم: عالم کے بغیر علم مطلق فائدہ نہیں پہنچاتا عامل بنو جان بوجھ کر جاہل نہ بنو۔

افسوس ہے: افسوس ہے اس شخص پر جس نے قرآن مجید حفظ تو کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا۔

مقربِ خدا: اللہ تعالیٰ کا مقرب وہی ہے جو مخلوق خدا پر شفقت کرتا ہے۔

قاعدہ: تم خدمت کرو مخدوم بن جاؤ گے۔

ظالم کا کام: ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔

گفتگو کا طریقہ: تو کوشش کر کے گفتگو کا آغاز تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب بنا کرے۔

شکستہ قبریں: شکستہ قبروں میں غور کرو کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

مستحق سائل: مستحق سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

مردانگی: خلوت میں خاموشی مردانگی نہیں جلوت میں چپ رہ۔

فرائض کے بعد افضل کام: فرائض کے بعد اعلیٰ ترین کام محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانا اور عام و خاص کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا ہے۔

علامتِ غفلت: تیری غفلت کی نشانی اہل غفلت کے پاس ہی بیٹھنا ہے۔

بڑے دشمن: تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

تعلق عامہ وخاصہ: امیروں کے ساتھ عزت و غلبہ سے مل اور فقیروں کے ساتھ عاجزی و انکسار سے۔

بدگمانی کا نقصان: بدگمانی تمام ظاہری و باطنی فوائد کو بند کر دیتی ہے۔

حقیقی بہادر: حقیقی بہادر وہ ہے جو لالچ کے دیو کو بچھاڑنے کے بعد متاع دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

سچی محبت: سچی محبت جس میں تغیر نہیں آسکتا وہ محبت الٰہی ہے جس کو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور وہی محبت روحانی صدیقوں کی محبت ہے۔

بادشاہت: تم اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر دو وہ سب کو تمھارے حوالے کر دے گا۔

پڑوسی کا حق: اے لوگو! افسوس کہ تم سیر ہو کر کھاتے ہو اور تمھارے پڑوسی بھوکے رہتے ہیں اور پھر یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم مومن ہیں حالانکہ اس طرح تمھارا ایمان درست نہیں۔

بے انتہا ثواب: غربت پر راضی رہنا بے انتہا ثواب ہے۔

حقیقی معلم: جو شخص اپنے نفس کا معلم نہیں ہو سکتا دوسرے کا کس طرح ہو گا۔

اچھا محافظ: غربت گناہوں سے بچاتی ہے اور تونگری گناہوں کا جال ہے اس لیے غربت کو اپنا محافظ سمجھ۔

عقل مند: عقل مند پہلے دل سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے۔

حقیقت فعل: ابتداء کرنا تیرا کام ہے اور تکمیل کرنا اللہ تعالیٰ کا۔

نیک و بدگمان: دوسروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدظن رہ۔

امراض کی دواء: موت کو یاد رکھنا تمام امراض کی دواء ہے۔

حقیقت تواضع: تواضع یہ ہے کہ بندہ جس سے بھی ملے اس کو اپنے مقابلہ میں افضل سمجھے اور یہ خیال کرے کہ ممکن ہے کہ یہ شخص اللہ کے نزدیک مجھ سے ہزار درجہ بلند ہو۔

فقیر کا معیار: فقیر کو چاہیے کہ وہ اپنے فقر سے ایسی محبت کرے جیسے دولت مند اپنی دولت سے محبت کرتا ہے۔

نفس کی آوارگی: اگر نفس کو قید سے آزاد کر دیا جائے تو یہ آوارہ ہو جاتا ہے اور اگر اس کی بندش کھول دی جائے تو یہ سرکش ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی خواہشات کو پورا کیا جائے تو بندہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے محاسبہ میں غفلت برتی جائے تو یہ بدحال ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی خواہشات پر چلا جائے تو وہ رخ پھیر کر جہنم میں گر پڑتا ہے۔

نفس کی حقیقت: نفس تمام بلاؤں کی جڑ ہے۔ رسوائی کی اصل اور ابلیس کا خزانہ ہے۔

اختیارِ تواضع کا فائدہ: اگر بندہ تواضع اختیار کرے تو اللہ اسے اپنے منتخب اور محبت بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔

رضا بر تقدیر: جو بندہ تقدیر کے حکم پر راضی رہتا ہے وہ آرام پاتا ہے اور جو تقدیر پر خداوندی سے ناراض رہتا ہے اس کا رنج والم بڑھ جاتا ہے حالانکہ دنیا میں وہی ملتا ہے جو مقدر میں ہوتا ہے۔

دو قدم: اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے صرف دو ہی قدم ہیں ایک قدم نفس اور دوسرا قدم خلق۔ اگر ان دو قدموں پر قابو پالیا جائے تو اللہ تعالیٰ تک آسانی سے پہنچ جائے گا ایک قدم دنیا ہے اور دوسرا قدم آخرت تک رسائی کا۔

حقیقت دنیا و آخرت: دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی ہے لہٰذا تم دنیا کے نہیں آخرت کے طالب بنو۔

دعویٰ درست نہیں: جس نے دنیا کے امیروں سے طمع یا خوف کو دل میں جگہ دی وہ موحد یا نائب رسول ﷺ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ خالق کے بدلے مخلوق سے امید و خوف رکھنا شرک ہے۔

کل بھلائی و برائی: تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہیں اور تمام برائیاں اس کی نافرمانی اور معصیت میں ہیں۔

دکھلاوا: دکھلاوا اللہ اور بندے کے درمیان حجاب بن جاتا ہے۔

بہتر گونگا: وعظ خالصتاً دین کے مطابق کرو ورنہ تمہارا گونگا پن بہتر ہے۔

تکبر: تکبر یہ ہے کہ عزت اپنی ذات کے لیے حاصل کی جائے۔

حقیقی تصوف: حقیقی تصوف شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا ہے۔

حقیقتِ فناء: فنا کی حقیقت یہ ہے کہ باطن میں سوائے خدائے واحد کے کسی کا شعور باقی نہ رہے۔

حقیقتِ بقاء: بقاء کی حقیقت یہ ہے کہ فانی شے کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ رہے۔

تجلی الٰہی: اللہ رب العزت اولیاء اللہ کے قلوب پر اپنی دو صفات کے ساتھ تجلی فرماتا ہے۔ جلال اس کا قہر اور جمال اس کی رحمت ہے۔

سالک کی حقیقت: جب تک سالک اپنی ہستی میں فانی نہیں ہوتا ذات حق کے ساتھ باقی نہیں ہو سکتا۔

یقین کے مراتب: یقین کے تین مرتبے ہوتے ہیں۔

1 علم الیقین

2 عین الیقین

3 حق الیقین

حقیقتِ انسان: انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔

1 بدن

2 روح

اگر نفس کو غذا دی جائے تو بدن موٹا ہو جاتا اور روح لاغر ہو جاتی ہے اور اگر روح کو غذا دی جائے اور نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا جائے تو اس سے روح موٹی تازہ اور جسم لاغر ہو جاتا ہے۔

اللہ کا دشمن: نفس اللہ کی ضد ہے اور اس کا دشمن ہے یعنی جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے وہ بارگاہ الٰہی تک رسائی نہیں پاتا۔

عارف کامل کے شغل: عارف کامل کے لیے دنیا میں دو ہی شغل ہیں۔

1 کبھی وہ خالق کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔

2 کبھی وہ مخلوق کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔

طالب صادق: طالب صادق کی مراد و مطلوب صرف وہی ذات پاک ہے۔

مہربانی: یاد رہے جس بندہ پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اس ہی بندہ پر مخلوق بھی مہربان ہوتی ہے اور

جس پر اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے تمام مخلوق اس سے ناراض ہو جاتی ہے۔

محبت کی شرط: سالک کے لیے محبت کی سب سے ضروری شرط یہ ہے کہ اس کا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اور اپنے تمام امور محبوب کے سپرد کر دے۔

طالب صادق: طالب صادق وہ ہے جو مولا سے مولا کا طالب ہو نہ کہ مولا سے دنیا کا۔

عاشقِ صادق: عاشق صادق وہ ہے جو اپنے معشوق کے علاوہ کسی چیز کا ارادہ نہ کرے۔

علم تصوف: علم تصوف قیل وقال سے نہیں بلکہ بھوک اور مالوفات ومستحنات سے حاصل ہوتا ہے۔

عاشقِ الٰہی: عاشق مولیٰ کو دنیا میں دل کی آنکھوں سے اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

کامل فقیر: کامل فقیر کے لیے کسی بھی شخص کا کلام اور رائے کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے تمام امور میں امر الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔ اور اس کا ہر فعل حکم الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔

عارف کامل: کامل عارف ہی کامل رہنما ہوتا ہے وہ خلق خدا کی خدمت دنیوی اسباب سے اور طالبان خدا کی رہنمائی کرامات علم وشریعت وعبادت سے کرتا ہے۔

فقر مع صبر: فقر کے ساتھ صبر نصیب ہو تو یہ فقر نعمت ہوتا ہے۔

ولایت: ولایت اللہ عزوجل کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے چاہے سخت مجاہدے کے بعد اور چاہے محض عطیہ الٰہی۔

زمین وآسمان کا قرار: زمین وآسمان کا قرار اولیائے اللہ کی وجہ سے ہے۔

بہترین مخلوق: مخلوق میں سے بہترین اولیاء اللہ ہیں کیونکہ انھیں ہر لمحہ اپنے رب کی عنایت حاصل ہے۔

صدق لله العظیم (آمین)

بجاہ النبی الکریم ﷺ

بعد نماز عشاء = ۱۰:۳۵

بمقام دربار عالیہ سرپیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

☆☆☆☆

حرف آخر و دعاء خیر

بحمدہ تعالیٰ کتاب ''سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' مکمل ہوگئی ہے میں بارگاہ خیرالانام ﷺ میں ہدیہ درودوسلام کے بعد اس کتاب کے نافع عام ہونے کے لیے دعا کرتا ہوں۔

''اے میرے کریم مالک عزوجل! میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما نیز اپنی خاص جناب سے رحمت فرماتے ہوئے اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لیے نافع بنا۔ اور ہمارے ادارہ رمیل پبلشر کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرما۔ اے میرے مالک عزوجل! جملہ احباب جنھوں نے اس فعل سعید میں میری حوصلہ افزائی فرمائی انہیں اپنی تسلیم و رضا سے نواز (آمین)''

میں محترم المقام جناب ارشد ملک صاحب، محترم بھائی محمد کاظم رضا صاحب، ڈاکٹر شاہد حسین عاجز صاحب، ڈاکٹر قمرالدین قاضی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی حوصلہ افزائی میرے شامل حال رہی۔

والسلام

محمد اعظم رضا تبسم

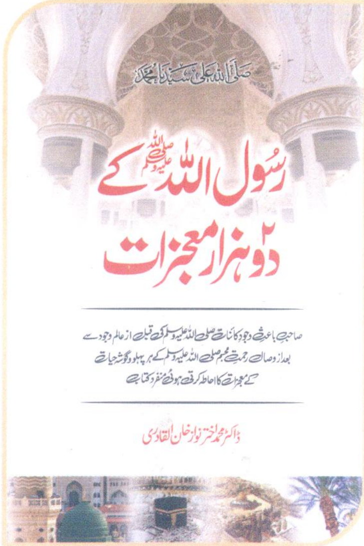
اسلامک یونیورسٹی محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف پاکستان

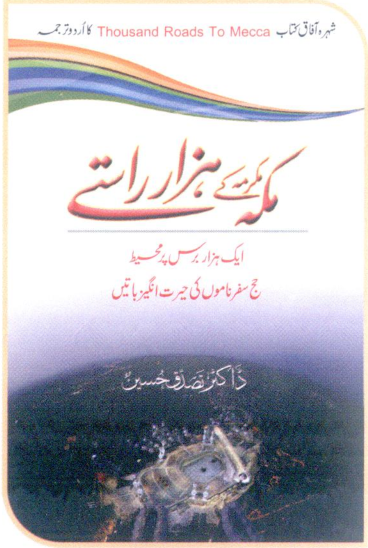
ماخذ و مراجع

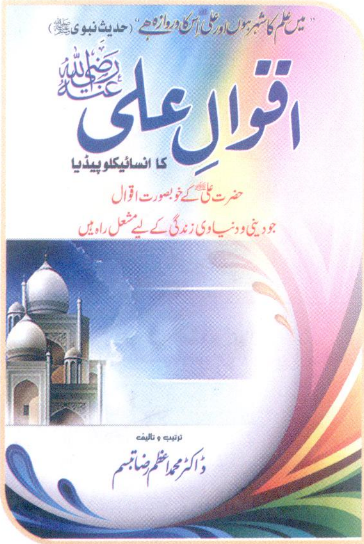
احیاء العلوم	از امام محمد غزالیؒ
اللہ کے مشہور ولی	از عالم فقری
بہجۃ الاسرار معدن	از حضرت نورالدین ابوالحسن علی بن یوسفؒ
تذکرۃ الواعظین	از مولانا محمد جعفر قریشی
سفینۃ الاولیاء	از محمد دارالشکور
جامع کرامات اولیاء	از علامہ یوسف نبھانیؒ
مکاشفۃ القلوب	از امام محمد غزالیؒ
نزہۃ المجالس	از عبدالرحمٰن صفوری
فتوح الغیوب	از حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
غنیہ الطالبین	از حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
قلائد الجواہر	از شیخ محمد یحییٰ التاوفی الحنبلیؒ
نزہۃ الخاطر	از ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی المکیؒ
طبقات الکبریٰ	از علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ
اقوال اولیاء	از علامہ فقیر محمد جاوید قادریؒ
فتاویٰ کرامات غوثیہ	از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ
اخبار الاخیار	از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
اللہ کے ولی	از خان آصف
خلاصۃ المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ	از محمد عبداللہ یافعیؒ

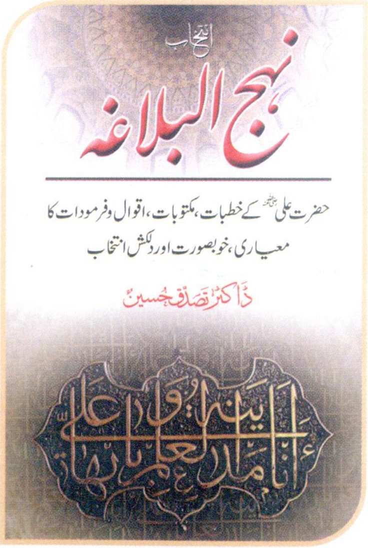
☆☆☆☆

ROMAIL'S ISLAMIC SERIES









Designed By:
خاوری
/KhaweriPoet
khawri@gmail.com, +92-333-6115066